٣٦٥٤ع
~~٢٨٢٨~~

ضرورة القرآن

٣٦٥٥ع
~~٢٨٢٥~~

الله

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

ضرورۃ القرآن

مؤلفہ

من العبد المذنب راجی رحمۃ اللہ العلی المدعو باحمد علی عفی عنہ

المقیم بدروازہ شیرانوالہ لاہور

صفر المظفر ۱۳۴۸ھ

المشیع

شعبۃ التالیف والاشاعۃ الملحقۃ لانجمن خدام الدین

دروازہ شیرانوالہ - لاہور

[illegible] طبع شد

بار سوم دو ہزار

قیمت دو آنے

۱۵۷۰۰۰ مُفت ۱۵۷۰۰۰

ایک لاکھ ستاون ہزار رسالے

شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین لاہور ایک عرصہ سے مسلمانوں میں اصلاح رسوم اور احیاء دین کا کام سرانجام دے رہا ہے چنانچہ مسلمانوں کی مذہبی نکتہ نگاہ سے معاشرتی و اخلاقی اصلاح کیلئے ایک لاکھ ستاون ہزار رسالے بتفصیل ذیل شائع کرکے مفت تقسیم کئے ہیں جو لوگ اس مبارک خدمت میں حصہ لینا چاہیں وہ ناظم انجمن خدام الدین کے نام پر ہر طرح کی خط و کتابت و ترسیل زر اعانت کر سکتے ہیں۔

تفصیل رسالہ جات	تعداد اشاعت	تفصیل رسالہ جات	تعداد اشاعت
۱۔ تذکرۃ الرسوم الاسلامیہ	۱۲ ہزار	۹۔ خلاصہ اسلام	۷ ہزار
۲۔ شہادۃ النہار بر علی حرمۃ المزامیر یعنی باجوں کی حرمت از روئے شریعت	۱۱ ہزار	۱۰۔ مال میراث میں حکم شریعت اختیار رواج کی سزا	۱۰ ہزار
۳۔ اسلام میں نکاح بیوگان	۷ ہزار	۱۱۔ توحید مقبول	۱۰ ہزار
۴۔ احکام شب براۃ	۱۵ ہزار	۱۲۔ فوٹو کا شرعی فیصلہ	۵ ہزار
۵۔ ضرورۃ القرآن (قیمت ۲ر)	۶ ہزار	۱۳۔ پیغام رسولؐ	۲۰ ہزار
۶۔ اصلی حنفیت	۱۷ ہزار	۱۴۔ تحفہ میلاد النبیؐ	۵ ہزار
۷۔ خلق محمدیؐ	۱۰ ہزار	۱۵۔ تحفہ معراج النبیؐ	۵ ہزار
۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمائے ہوئے خطبے	۸ ہزار	۱۶۔ فلسفہ عید قربان	۸ ہزار
		۱۷۔ اسلام ہند خطرہ میں	۵ ہزار

نوٹ: ضرورۃ القرآن کی قیمت ۲ر ہے ڈھائی آنہ کے ٹکٹ آنے پر بذریعہ ڈاک بھیجا جا سکتا ہے انجمن کے تمام رسائل بجز ضرورۃ القرآن ۱ر کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتے ہیں کوئی ایک رسالہ ایک ٹکٹ آنے پر بھیجا جائیگا اور تمامی رسائل دفتر سے مفت مل سکتے ہیں سترہ رسالہ جات اور پانچوں تفسیریں اور مصباح ۱۲ر بذریعہ منی آرڈر آنے پر رجسٹرڈ بھیجی جا سکتی ہیں رجسٹرڈ منگوانے سے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں رہتا اس لئے رجسٹرڈ منگوائیے

الراقم ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین درون شیرانوالہ دروازہ لاہور

فہرست مضامین ضرورۃ القرآن

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	انسان مخلوق ہے۔	۴
۲	انسان باقی حیوانات سے متمیز ہے۔ اور اس کا مابہ الامتیاز	۸
۳	انسان ایک مہذب حیوان ہے	۸
۴	انسان کا امتیاز تمدن ہے۔	۹
۵	ضرورت تمدن۔	۹
۶	انسان کامل۔	۱۰
۷	ملکیتہ اور بہیمتہ کی خواہشات۔	۱۱
۸	حصول کمال ملکیتہ کا ذریعہ الہام ہے۔	۱۴
۹	الہامی اُستاد کی ضرورت۔	۱۸
۱۰	الہامی نصاب تعلیم اور اُسکی فوقیت۔	۲۴
۱۱	حکیم اور نبی کی تعلیم کا اصطلاحی نام۔	۲۸
۱۲	سب سے آخری الہامی نصاب تعلیم قرآن مجید ہے۔	۳۱
۱۳	تعلیم کے الٰہی ہونے کا معیار۔	۳۲
۱۴	تمام الہامی کتابوں میں سے فقط قرآن مجید ہی محفوظ ہے۔	۳۴
۱۵	مسلم کی رواداری۔	۳۵
۱۶	رواداریٔ مسلم کا کمال	۳۶

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۷	حاصل رواداری مسلم	۱۷
۳۸	قرآن مجید نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب پیدا کیا۔	۱۸
۳۹	فہرست اصلاحات انقلاب اسلامی۔	۱۹
۴۰	عروج و ترقی کا صحیح مفہوم۔	۲۰
۴۱	حیوانات کا نباتات سے مابہ الامتیاز۔	۲۱
۴۲	خصوصیات انسانی۔	۲۲
۴۲	فہرست تقاضاہائے روحانیت۔	۲۳
۴۵	مسلمانوں کی ذلت کا اصلی سبب اعراض عن القرآن ہے۔	۲۴
۴۵	مسلم ہندی مریض ہے۔	۲۵
۴۵	سبب مرض۔	۲۶
۴۶	فہرست اقوام	۲۷
۵۰	حصول عزت کا ذریعہ قرآن مجید ہے۔	۲۸
۵۱	قرآن مجید کے معنی صحیح سمجھنے کا طریقہ۔	۲۹
۵۲	اشیاء ضروریہ برائے فہم کتاب اللہ۔	۳۰
۵۳	قرآن مجید کے معانی صحیح سمجھنے کے بعد اپنے اوپر انطباق ضروری ہے	۳۱
۵۴	انطباق صحیح کے بعد اقدام عمل۔	۳۲
۵۵	اقدام عمل پر نتائج حسنہ کا ترتب لازمی ہوگا۔	۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ الّذِی خلقَ الانسانَ وعلّمہُ البیانَ
ونزّلَ علیٰ عبدِہٖ الفرقانَ لیخرِجَ النّاسَ مِنَ
الظُّلماتِ اِلَی النّورِ ومِنَ الجھلِ اِلَی الشُّعورِ
ومِنَ الحُزنِ اِلَی السُّرورِ ؕ اَللّٰھُمّ صلِّ علیٰ سیّدِ المرسلِینَ
وخاتمِ النّبیّینَ وشفیعِ المذنبِینَ مِأتہَ اَلفِ اَلفِ
مرّۃٍ بعدَ دِکُلِّ ذرّۃٍ صلوٰۃً تکونُ لکَ رِضًا ولحقِّہٖ
اداءً وعلیٰ اٰلِہٖ الکرامِ واَصحابِہِ العظامِ وسلّمْ
تسلِیمًا والحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العالمِینَ ؕ اَمّا بعدُ

اِنسان مخلوق ہے

برادران عزیز۔ عنوان بالا ایک ایسی بیّن اور واضح چیز ہے
کہ جس سے کسی سلیم الفطرت انسان کو مطلقاً انکار نہیں ہو سکتا۔
لیکن کیا عرض کروں۔ ہر چیز کے اقرار پر جو نتیجہ مرتب ہُوا کرتا ہے
جب اس کے آثار عام طبائع میں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے ایسی
روز روشن کی طرح واضح چیز پر بھی تنبیہ کی ضرورت محسوس ہوئی۔

میرے عزیز بھائیو:۔
۱۔ اگر ہمیں اپنا مخلوق ہونا یاد ہوتا۔ تو کیا اسی طرح یاد خالق سے
بے اعتنائی برتتے۔ جس طرح کہ آج کل جاہل و عوام کا طبقہ
عموماً اور تعلیم یافتہ طبقہ خصوصاً غافل ہے۔
۲۔ اگر ہمیں اپنی خلقت یاد ہوتی۔ تو کیا قانون خالق کو یہود کی
طرح اسی بے اعتنائی سے پس پشت پھینکتے۔ ہمارے مسلمان
بھائیوں میں سے جاہل طبقہ سے قطع نظر کر کے تعلیم یافتہ حضرات
کو دیکھا جائے۔ جن کو اپنی تعلیم پر ناز ہے۔ تو ان میں بھی خالق
جل مجدہٗ کے قانون کا کوئی شاذ و نادر ہی واقف نظر آئیگا۔
ماہر اور کامل ہونا تو درکنار رہا۔
۳۔ اگر ہم سمجھتے کہ ہم بنائے ہوئے ہیں۔ تو کیا ہمیں اپنے بنائے جانے
کی غرض و غایت کی تلاش نہ ہوتی۔

(مبارک ہیں وہ لوگ جن کو اس غرض کی فکر ہر وقت دامنگیر ہے اور وہ اس کے پورا کرنے میں شب و روز مشعل ہدایت نور الٰہی کے ماتحت قدم اٹھا رہے ہیں) کیا میں اپنے تعلیم یافتہ عزیز بھائیوں سے یہ درخواست کر سکتا ہوں۔ کہ وہ اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھیں۔ کہ آیا انکے اندر یہ حس انسانی موجود ہے؟ اگر ہے۔ تو اس مقصد کے ایفا کیلئے انہوں نے کونسا طریق کار اختیار کر رکھا ہے۔ اور اگر نہیں۔ تو کیا انکا یہ فرض نہیں کہ جب یہ احساس (جو انکی سرشت میں تھا) مردہ ہو گیا ہے۔ تو اسکے احیاء ثانی کی کوشش کریں؛

برادران عزیز۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنے اصل کو یاد رکھیں اور دنیا میں آکر اکڑنے نہ لگ جائیں۔ کیا ہماری پیدائش کا سنگ بنیاد ماں کے پیٹ میں نطفہ نہیں تھا؛ کیا اس نطفہ کے بعد خون کا منجمد بےحس وحرکت لوتھڑا نہیں تھا؟ کیا اس لوتھڑے کے بعد ایک بے جان گوشت کا ٹکڑا نہیں تھا؛ کیا اُس باری جل مجدہٗ نے ماں کے رحم میں بیجان گوشت کے ٹکڑے کو صورت انسانی دیکر روح نہیں پھونکی تھی؛ کیا انسان نو ماہ اور چند روز ماں کے پیٹ میں رہ کر بالکل ننگا ماں کے پیٹ سے پیدا نہیں ہوا تھا؛ کیا تم وہی نہیں ہو۔ جن کو دنیا میں آنے کے بعد دو تین سال تک اتنی تمیز نہیں تھی۔ کہ نجاستہ غلیظہ پیشاب و پاخانہ سے بچنا بھی ضروری ہے ہماری ابتدائی سرگذشت تو یہ ہے جو سُن چکے کہ یوں دنیا میں آئے۔ اب انتہا بھی دیکھئے کیا انسان مر کر

بیجان نہیں ہو جاتا۔ کیا انسان کو مرنے کے بعد اپنی عزت وذلت کی تمیز ہوتی ہے؟ اگر مرنے کے بعد اسکو کوئی روبرو دس گالیاں دیدے۔ تو پروا نہیں اور اگر سو، پچاس جوتے لگا دے۔ تو کوئی ہاتھ پکڑنے کی طاقت نہیں۔ اگر اس پر منوں مٹی کے ڈھیر لگا دیجئے۔ تو ناک بھوں نہیں چڑھا سکتا اور اگر جلا دیجئے۔ تو اُف نہیں کرتا۔ کیا مرنے کے بعد اعزہ و اقرباء اسکی لاش کو جلد از جلد گھر سے نکالنے کے متمنی نہیں ہوتے؟ تاکہ اسکا متعفن وجود ہماری صحت کو نہ بگاڑ دے۔ اور ہمارے عیش کو منغص نہ کر دے بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد بیکس و بے بس اور عاجز محض ہو جاتا ہے۔ وہی اعزہ جو اُسکے دیکھنے سے نہال ہوتے تھے۔ اور اسکو اپنی گھر کی زینت سمجھتے تھے۔ آج وہی اُس کو گھر میں رکھنے سے متنفر اور جلد از جلد باہر پھینکنے کے متمنی ہیں:۔

اے انسان جب تیری ابتداء و انتہا سراپا عجز و بیکسی کی تصویر ہے تو معلوم ہوا۔ کہ تو خود اپنا بنانیوالا نہیں ہے بلکہ تیرا بنانیوالا (خالق) کوئی اور ہے۔ اگر انسان اپنی اولاد خود پیدا کرتا تو شاید بجائے نطفہ کے عطر مقطر ہی سے بناتا۔ اور بجائے ماں کے رحم کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے صناعین یورپ سے فیشن ایبل قیمتی دھاتوں کے سانچے ڈھلواتا۔ اور بجائے اسکے کہ زیادہ سے زیادہ ایک فٹ مربع جگہ میں انسان تربیت پاتا۔ جہاں کہ علاوہ اس بچہ کے پیشاب و پاخانہ اور خون طمث بھی ہے۔ کسی کھلی جگہ میں جہاں

کی ہوا صاف ہوتی۔ سورج کی روشنی ہوتی۔ یا بجلی کے لمپ جگمگا
رہے ہوتے۔ وہاں اسکی ساخت کو مکمل کیا جاتا۔

جب ساری چیزیں تیرے اختیار سے باہر ہیں۔ تو اے
انسان تو یقیناً سمجھ لے کہ تو نے اپنے آپکو نہیں بنایا تیرے
بنانے میں تیرے ارادے نے کوئی کام نہیں کیا۔ بلکہ تیرا بنانیوالا
(خالق) کوئی اور ہے اور اس نے جس طرح تمہیں چاہا۔ بنایا:۔
یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سورہ نور رکوع (۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

لہٰذا اب تیرا فرض ہے۔ کہ تو اپنے بنانیوالے کے روبرو
شرم و حیا کی آنکھ نیچے رکھ۔ اور جب وہ کوئی حکم دے۔ تو
اُسکی تعمیل کر۔ اور تیری ہر نقل و حرکت نشست و برخاست
وضع قطع جو تیرے بنانیوالے کو پسند آئے۔ اس کو اختیار
کر۔ اگر تو نے ان باتوں کو ملحوظ رکھا۔ تو تو باحیا۔ شریف
بھلا مانس نیکبخت۔ جو چاہے کہلوالے۔ سب ٹھیک ہو گا۔
اور اگر تو نے اپنے بنانیوالے ہی کو بھلا دیا۔ اور اسی کا کھا کر
اسیکو گھورنے لگ گیا اور اپنے مالک ہی کے سامنے
بجائے حیا کرنے کے اکڑنے لگ گیا، تو تمہارے لئے پہلے
لقب موزوں نہیں ہوں گے۔ بلکہ ان کی اضداد کا
استعمال تیرے حق میں انسب ہو گا۔ خدا تعالیٰ سے

دُعا ہے۔ کہ ہمیں شریف۔ بھلامانس اور ایماندار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انسانؔ باقی حیوانات سے متمیّز ہے اور اُس کا مابہ الامتیاز
انسان ایک مہذب حیوان ہے

ہر عقل مند کو اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ انسان دراصل ایک حیوان ہی ہے۔ لیکن یہ باقی حیوانات سے مہذب واقع ہوا ہے مثلاً سبزی کھانے میں انسان باقی حیوانات سے مشترک ہے۔ لیکن دوسرے حیوان کچی سبزی کھا جاتے ہیں۔ اور انسان پہلے دھو کر صاف کرتا ہے۔ پھر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے۔ پھر نمک مرچ مصالح ڈالکر ہانڈی میں ڈالکر چولھے پر پکاتا ہے۔ پھر کھاتا ہے۔ یا مثلاً باقی حیوانات میں بھی نر مادہ آپس میں توالد و تناسل کے لئے ملتے ہیں۔ اور انسان بھی بقاء نسل کے لئے اس فعل کا ارتکاب کرتا ہے لیکن دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حیوانات میں محرمات کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ حیوانات میں ایک مادہ ایک نر سے مخصوص نہیں ہوتی حیوانات میں کوئی شرم وحیا و اخفاء نہیں ہوتا۔ بلکہ علیٰ رؤس الاشہاد

شارع عام پر عموماً یہ فعل کر لیتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس لیکن انسان اپنی اس حاجت روائی میں تمام نقائص مذکورہ بالا سے بری ہے۔

انسان کا امتیاز تمدّن ہے

ضروریات بقاء زندگی خورد و نوش بقاء نسل سے الگ ہو کر جب انسانی ساخت پر نظر کی جائے۔ تو اس میں ایک چیز نمایاں نظر آتی ہے۔ جو باقی حیوانات میں نہیں۔ اس کا اصطلاحی نام تمدّن ہے۔

ضرورتِ تمدّن

سوائے انسان کے باقی حیوانات اپنی ضروریات شخصی کو فرادیٰ فرادیٰ رہ کر پورا کر سکتے ہیں۔ مثلاً تنکے جمع کر کے گھونسلا بنا لیا۔ صبح اُڑ کر گھونسلے سے نکل گئے۔ اور جو رزق خدا تعالیٰ نے ان کے لئے مقدر کیا ہے۔ اس کو زمین سے چونچ کے ساتھ اٹھایا۔ او رنگل گئے۔ پیٹ بھرا۔ شام کو واپس گھونسلے میں آ دم لیا۔

لیکن انسان کی ضروریات باقی حیوانات سے بہت زیادہ اور نرالی ہیں۔ مثلاً انہیں کپڑے۔ جوتے۔ مکان۔ دوائی تعلیم و تربیت وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور انسان ان چیزوں کے بغیر اپنی زندگی گزارہ ہی نہیں سکتا۔ علاوہ اس کے حسد۔ کینہ۔ بغض۔ عداوت کا مادہ

جتنا اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ باقی حیوانات میں نہیں۔ لہٰذا یہ اس امر کا بھی محتاج ہے۔ کہ جہاں چار گھر انسانوں کے آباد ہوں وہاں ان بداخلاقیوں کی روک تھام کے لئے ان کے اندر ایک نظم و نسق بھی قائم ہو۔ اسی نظم و نسق کا ابتدائی زینہ پنچایت اور انتہائی درجہ مملکت ہے۔ عام طبائع انسانی تو ان ہی دو قسم کی مذکورۃ الصدر ضروریات کو سنجیدگی شستگی اور عمدگی سے پورا کرنا اپنا انتہائی کمال سمجھتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ تمدن انسان کا کمال اصلی نہیں ہے۔ تمدن مذکور تو اصلاح ضروریات حیوانی ہی کا نام ہے ؞

انسان کامل

انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ رُوح اور جسم لیکن روح سے میری مراد وہ روح نہیں ہے۔ جس کے وجود کے اندر موجود ہونے سے وہ زندہ کہلائے۔ اور جس کے نکل جانے سے مُردہ بنجائے۔ جس کے زیادہ ہونے سے طاقتور ہو۔ اور کم ہونے سے کمزور کہلائے۔ اور جسکی اصلاح و حفاظت معالجین جسمانی کا نصب العین ہے یہ روح تو حیوانات میں بھی موجود ہے۔ اور مذکورۂ بالا حالات ان پر بھی وارد ہوتے ہیں روح انسانی سے مراد وہ چیز ہے۔ جس کے باعث انسان کو انسان کہا جاتا ہے۔ جو کہ جسم اور روح حیوانی کو اپنی سواری بنا لیتا ہے۔ جس کے خواص انسان میں پائے جاتے

ہیں۔ تو انسان کہا جاتا ہے۔ اور اگر وہ خواص نظر نہ آئیں۔ تو باوجود شکل انسانی کے اُسے حیوانات سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے۔ کہ یہ تو حیوان ہے۔ یا یہ تو گدھا ہے اس روح انسانی کا نام حکماء شریعتہ کے ہاں ملکیتہ ہے اور روح حیوانی کا نام ان کے ہاں بہیمتہ ہے۔ تو اب گویا کہ حکماء شریعتہ بیضاء کے ہاں روح اور جسم انسانی کے بجائے ملکیتہ اور بہیمتہ کے الفاظ مستعمل ہوتے ہیں ؂

ملکیّتہ اور بہیمّیتہ کی خواہشات

تمام ملل و مذاہب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ ملکیتہ اور بہیمیتہ کے تقاضا ہائے طبعی الگ الگ ہیں۔ بہیمیتہ (جسمانیت) چونکہ بہیں سے بنی ہوئی ہے اسلئے اسکو عناصر کی پیدا شدہ چیزوں سے محبّت ہے لذیذ اشیاء کے کھانے پینے سے یہ خوش ہوتی ہے لباسہائے فاخرہ کے پہننے سے لطف آتا ہے۔ سُریلی آواز اسے بھاتی ہے۔ بخلاف ملکیتہ کے چونکہ وہ عالم بالا سے آئی ہُوئی ہے۔ اس لئے اسے یہاں کی باتوں سے کوئی انس نہیں۔ اسے اپنے دیس (عالم بالا) کی باتیں بھاتی ہیں۔ اپنے دیس والوں کا کھانا پینا پہننا پسند کرتی ہے یعنی جو خواہشات عالم ملکوت میں ملائکہ کی ہیں۔ وہی اسکی ہیں۔ اور ان کی خواہش سوائے ذکر الٰہی کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ علی ہذا القیاس۔ انسان کے اندر جو ملکیتہ ہے اُس کی خوراک فقط ذکر الٰہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اسی خواہش کا

کا اظہار فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ترجمہ:۔ خبردار اللہ تعالٰے
کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ جب یہ ثابت ہوا۔ کہ وجودِ انسانی
دو چیزوں سے مرکب ہے ملکیتہ اور بہیمیتہ سے اور ملکیتہ و بہیمیتہ ہر ایک
کی خواہشات الگ الگ ہیں۔ لہذا عقلمند، "سمجھدار"۔ دانا۔ اور
انسان کامل وہ شخص ہوگا۔ جو دونوں کی خواہشات کا ہر
وقت لحاظ رکھے۔ اور جو شخص بہیمیتہ کی خواہشات کا تو لحاظ رکھے۔
لیکن جذبات ملکیتہ کو مردہ کردے۔ تو وہ گویا فالج زدہ ہے۔ جس کا
نیم تن بیجان ہے۔ اگر کسی مشفق ناصح کے مشورے پر عمل کرکے اپنا علاج
شروع کردے۔ تو شفایابی کی امید اغلب ہے۔ اور یہ بیداری اسکی
ہوشیاری پر دال ہے۔ اور اگر خیرخواہوں کے مشورہ کو وہ بیمار، ہذیان
تصور کرے۔ تو وہ کوڑمغز ہے۔ جس کی ذلت کی موت یقینی اور ابھی
سے بیکار ہے ؎

میرے غافل بھائیو۔ اسی مثال سابق پر اپنی حالت کو قیاس کر
لو۔ اگر تم نے ملکیتہ کے جذبات کو پورا نہ کیا۔ اور بہیمیتہ ہی میں منہمک
رہے تو تمہارے وجود کا ایک حصّہ (ملکیتہ) بیکار ہے۔ اگر محرر حروف
ناصح کا مشفقانہ مشورہ مان لو۔ تو تمہاری عقلمندی اور خوش نصیبی
ہے۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ آیندہ چل کر ایک وقت (یعنی مرنے کے بعد)
ایسا آئیگا۔ جس میں تمہاری عزتیں اور مناصب ایک طرف رکھ
دیئے جائینگے۔ اور وہاں یہ سوال ہوگا۔ کہ کتنے اعمال صالح کرکے

لائے ہو۔ اور اعمال صالح سے مراد یہ ہوگی۔ کہ تمہارے اعمال میں ملکیتہ (یعنی جذبہ تعلق باللہ) کو کتنا دخل تھا۔ کیا تم نے اعمال کرتے وقت ملکیتہ پر ظلم تو نہیں کیا تھا؟۔

عزیز بھائیو۔ اگر تم نے دنیا کی مستعار زندگی میں ہر ایک قدم پر ملکیتہ کے جذبات (یعنی تعلق باللہ) کا لحاظ نہ رکھا۔ تو یاد رکھو۔ کہ تم اپنے نفسوں پر خود ظلم کر رہے ہو۔ انسانیت بلسان الحال تم پر نفریں کر رہی ہے کہ تم نے شکل انسانی تو اختیار کی۔ لیکن خصوصیات انسانی کو غفلت کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا۔ اور میری تذلیل کی وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ترجمہ:۔ اور خدا تعالےٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے نفسوں پر خود ظلم کر رہے تھے اور ایسے ظالم اگر وہ خدا تعالیٰ کی ہستی اور اسکی قدرت کاملہ کے قائل ہیں۔ تو انہیں شاہنشاہی اعلان جلالی کو ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا چاہیے۔

قولہ تعالےٰ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ترجمہ:۔ جو لوگ برائیاں کرتے ہیں آیا ان کا یہ خیال ہے کہ انکے ساتھ ویسا ہی سلوک کرینگے۔ جیسا کہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ جنہوں نے بھلی باتیں مانیں اور ان کے مطابق وہ دنیا میں چلے ان کی اور ان کی زندگی اور موت یکساں ہوگی۔ یہ لوگ کیا برا فیصلہ کرتے ہیں۔ انتہی

الحاصل

میرے غافل بھائیو۔ خدا تعالیٰ سے ملتجی ہوں۔ کہ وُہ تمہیں توفیق دے۔ کہ تم اپنے اوپر ظلم کرنے سے باز آجاؤ۔ اور سمجھ دے۔ کہ اس ظلم کو محسوس کرو اور اتنی عقل دے کہ تم کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جذبات و احساسات ملکیتہ کا صحیح اندازہ لگا سکو۔ تاکہ تم ظلم سے باز آکر دانشمندی حقیقی سے آراستہ ہو جاؤ۔ اور تمہیں حیوان مہذب سے بالاتر انسان کامل کا لقب دیا جا سکے۔ اور بالفعل جن چیزوں کو کمال سمجھا جاتا ہے۔ اس کمال کا مآل عموماً بہیمنہ کے تقاضوں کو پورا کرنا ہی ہے۔ مثلاً بی اے ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ بیرسٹر ایٹ لاء پی۔ ایچ۔ ڈی وغیرہ ڈگریں حاصل کرنے سے امید یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ آدمی معقول روپیہ کما سکے گا۔ اور اپنے ہمعصروں میں عزت سے زندگی بسر ہوگی مسلمان تو درکنار رہا کسی "ہندو"۔ "سکھ" "عیسائی"۔ پارسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مذکورۃ الصدر ڈگریوں سے خدا تعالیٰ کے ہاں عزت مل سکتی ہے" یہ ڈگریں باقی مکاسب کی طرح حصول معاش کا ذریعہ بیشک بن سکتی ہیں۔ کہ لوہار کے بیٹے کی طرح ہتھوڑا مار کر رزق حاصل نہ کیا۔ بلکہ ہاتھ میں قلم پکڑ کر کسی دفتر میں مزدوری کر لی۔ عزیز بھائیو یقیناً یاد رکھو۔ کہ صنعت و حرفت۔ "تجارت و زراعت" پنجاب یونیورسٹی یا آکسفورڈ و کیمبرج یونیورسٹیوں کے تمغے حاصل کرنا یہ سب حقیقی کمال

انسانی نہیں ہیں۔ بلکہ ان سب کا مآل پیٹ پالنا ہی ہے انسان کامل وہ ہے کہ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد انسان کی جزو دوم یعنی ملکیتہ کی خواہشات کو بھی پورا کرے۔ تب وہ انسان کامل کہلانے کا مستحق ہے اور ملکیتہ کی خواہش ایک ہی ہے خدا تعالیٰ سے تعلق ٹھیک کرنا اور اس کے مضبوط و مستحکم یا مستمر رکھنے والی تجاویز پر عمل پیرا ہونا اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی

حصول کمال ملکیتہ کا ذریعہ الہام ہے

یہ ذکر پہلے آچکا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے اور تنہا رہ کر اپنی ساری ضروریات پوری نہیں کرسکتا۔ بلکہ اپنی ضروریات میں دوسرے کا محتاج ہے جس طرح یہ امر مسلم ہے اسی طرح یہ بھی مانی ہوئی بات ہے کہ ہر شخص اپنی ہر ضرورت پوری کرنے کے لئے طریق کار بھی نہیں سوچ سکتا۔ بلکہ اسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے اگر کسی نے کوئی راہ نکالی ہوئی ہے۔ تو فوراً اسکی بات مان لیتا ہے مثلاً ریل تار۔ ڈاک۔ ہوائی جہاز وغیرہ تمام چیزوں میں یہی رنگ پایا جاتا ہے کہ ایک حکیم نے کوئی ایجاد کی اور ساری دنیا اسکی تقلید کر رہی ہے اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا رہا ہے علی ہذا القیاس ضروریات ملکیتہ (جس جزو کے باعث انسان" انسان کہلاتا ہے) کے پورا کرنے میں بھی ہر انسان خود بخود تمام مرحلے طے

نہیں کر سکتا ہے۔ بلکہ اس جز انسانی کی ضروریات کے لئے بھی اللہ تعالیٰ
وقتاً فوقتاً حکیم پیدا کرتا رہا ہے۔ ان حکما کے مختلف زبانوں میں مختلف
نام ہیں۔ چنانچہ عربی زبان میں ایسے حضرات کو نبی یا رسولؐ کے نام سے
موسوم کیا جاتا ہے۔ ایسے حکماء کے وجود مسعود کو ہر ملت و مذہب والے
تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان کے اتباع کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ تمام ملل و مذاہب
کا ان حکماء امم کے متعلق عقیدہ ہے کہ ان حضرات کا شیشۂ دل اس قدر
شفاف اور مصفیٰ ہوتا ہے اور انکی روحانی قوت اس قدر اعلیٰ اور تیز
ہوتی ہے۔ کہ اصلاح بنی آدم کی ہر وہ بات جو اللہ تعالےٰ دنیا
میں پہنچانا چاہتے ہیں وہ ٹیلیفون ملائکہ کی وساطت سے
انکے قلب اطہر پر پہنچا دی جاتی ہے۔ اور یہ حضرات اسے
پورے طور پر اچھی طرح سے سمجھ لیتے ہیں۔ اسی کا نام الہام
اور وحی الٰہی ہے جس طرح صحت جسمانی کے حفظ و بقا کے لئے ہر شخص
کو چاروناچار اطبا اور ڈاکٹروں کی رائے پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اور جو شخص
انکی رائے سے اپنے آپ کو مستغنی خیال کرے بلکہ جو وہ بتلائیں۔ اس
کا خلاف کرنا اپنی آزادی کی دلیل اور فخر سمجھے تو یہ شخص اطباء اور
ڈاکٹروں کی مخالفت میں خود اپنا آپ بُرا کر رہا ہے۔ اور اپنی زندگی کو
بجائے آرام دہ بنانے کے وبال جان بنانیکی سعی کر رہا ہے۔ اور یہ اسکی
آزادی نہیں۔ بلکہ مہلک بیماریوں کی آہنی زنجیروں میں اپنے آپکو
جکڑ بند کرنے کی تیاری کرنا ہے۔ بعینہ اسی پر اس شخص کی حالت کو قیاس

کرمت لیجئے۔ جو روحانیت کے حاذق اطبا و ڈاکٹروں کی ہدایات سے متنفر ہے۔ اور اس تنفر کو آزادی سے تعبیر کرتا ہے اور ان سرچشمہ ہدایت و روحانیت کے اتباع کو اپنے لئے تقلید اور آزادی کا سلب خیال کرتا ہے۔ یہ شخص روحانیت کے ماہر ڈاکٹر حضرات انبیاء علیہم السلام کا نقصان نہیں کر رہا۔ بلکہ خود اپنا برا کر رہا ہے جس چیز کو یہ آزادی کے نام سے تعبیر کر رہا ہے یہ خود اس کی قید دائمی کا پیش خیمہ ہے۔ اس آزادی کے باعث اس شخص کے اندر مثل تکبر۔ غرور۔ خود پسندی۔ جاہ طلبی۔ محسن کشی۔ احسان فراموشی مبدء و معاد سے غفلت۔ مقصدِ خلقت سے بے اعتنائی وغیرہ کے وہ امراض روحانی مہلکہ پیدا ہو جائینگے۔ کہ اگر گرد و پیش کے حالات سے کلیتہً قطع نظر کر کے ایک لمحہ کے لئے ذرا غور کرے تو اس کا ضمیر اور کانشنس خود اس پر لعنت کرے۔ کہ تو کس گرداب نحوست میں پھنس کر مجھے احسنِ تقدیم سے گرا کر اسفلَ السافلین میں داخل کر رہا ہے ۔

لہذا اے پیارے روحانی بھائیو۔ اپنے وجود کے مقدس اور اشرف جزء یعنی ملکیتہ کی صحت کا خیال رکھو۔ اور اسکی ضروریات پوری کرنے میں اطباء روحانی انبیاء علیہم السّلام کے اتباع کو اپنی کسرِ شان مت سمجھو۔ بلکہ ان کی ہدایاتِ الہامی کو اپنے لئے حیات دائمی اور کمال انسانی کا زینہ بناؤ ۔

الہامی اُستاد کی ضرورت

عزیز بھائیو۔ نظام عالم میں ہر ایک چیز منتظم و مرتب ہے۔ کوئی کام بے سلیقہ نہیں ہو رہا۔ جب ہر انسان عقلمند اپنے کاموں میں بدنظمی اور بے ترتیبی کو پسند نہیں کرتا۔ تو وہ خالق عزہ برہانہ، جو ان ہستیوں کا بھی بنا نیوالا ہے وہ کب اسے گوارا کر سکتا ہے۔ جس طرح دنیا کی ہر ایک گورنمنٹ چیدہ دماغوں کو جمع کر کے اپنی رعایا کے حفظ امن کا قانون بناتی ہے بعد ازاں ملک میں شائع کرتی ہے اور اشاعت الفاظ کے ساتھ ہی اس امر کی کوشش بھی کرتی ہے۔ کہ اس قانون کا مطلب بھی صحیح سمجھا جائے۔ ایسے پروفیسر تیار کرتی ہے جو اس قانون کا صحیح مطلب رعایا کے کانوں تک پہنچائیں۔ ایسے کالج بناتی ہے جہاں رعایا کے چیدہ دماغ آئیں۔ جو کہ اصطلاحات علمی سے پورے آشنا ہوں۔ آئین حکومت کے مصالح و حکم کو سمجھ سکیں۔ حکومت چاہتی ہے۔ کہ ایسے صحیح الدماغ افراد اس قانون کے حامل و مبلغ ہو جائیں۔ تاکہ آئین حکومت اس ملک میں جاری و ساری رہے۔ یہی چیز در اصل بنیاد استحکام حکومت ہے۔

اگر حکومت اپنے تدبیر استحکام و اشاعت قانون سے ذرا غافل ہو جائے۔ تو بجائے امن کے بد امنی، راحت کے رنج چین کے بے آرامی وقار کے ہلکی عزت کے ذلت کا دور دورہ ہو جائے۔

اور کوئی بھی حکومت یہ کبھی جائز نہیں سمجھتی۔ کہ میرے الفاظ قانون کا ہر شخص جو مطلب الٹا سیدھا لے وہی میرے قانون کا مطلب ہے اور اسی مطلب کے موافق میں اس کو حقوق دونگی۔ یا دادرسی کرونگی۔ بلکہ قانونی نقطۂ خیال سے فقط وہ شخص حکومت سے قانونی تبادلہ خیالات کر سکتا ہے جس کو حکومت اس قابل سمجھے۔ کہ یہ شخص میرے قانون کا صحیح مطلب سمجھ سکتا ہے اور اس کو سندِ قابلیت فہم قانون دی جا چکی ہے یہی وجہ ہے کہ عدالتوں میں جج اسی شخص کو مقرر کیا جاتا ہے۔ جو کہ قانون شاہی کے صحیح علم کا امتحان وکالت یا بیرسٹری دے چکا ہو۔ ایسے ہی شخص کو حکومت اپنی طرف سے مسندِ عدالت پر بٹھاتی ہے۔ اور ایسا ہی سند یافتہ وکیل یا بیرسٹر جج کو قانونی مشورہ دینے کے لئے مدعی یا مدعا علیہ پیش کر سکتے ہیں۔ وکیل یا بیرسٹر کے علاوہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی کامل و ماہر کیوں نہ ہو۔ لیکن محکمہ عدالت میں بحیثیت وکیل کے پیش ہو کر کوئی قانونی مشورہ جج کو نہیں دے سکتا۔

عود الی المقصود

خدا کے بندو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا سورہ بقر رکوع ۴۰

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ انتہیٰ

جن چیزوں کو آپ مدار استحکام نظام سلطنت و بنیادی سمجھتے ہیں

کم از کم وہی چیزیں آپ مدارِ استحکام سلطنت الٰہی کے لئے تو ضروری خیال کریں کیا استحکام سلطنتِ الٰہی کے لئے قانون الٰہی کی اشاعت کی ضرورت نہیں ہے؟ تاکہ اس کا رعب و داب اور وقار قلوب بنی آدم میں قائم رہے۔ اور اس کی نعمتیں کھا کر اُسی کے ملک میں رہ کر اس سے باغی نہ ہونے پائیں۔ چنانچہ ارشاد باری جل مجدہٗ ہے کُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰہِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے رزق سے کھاؤ اور پیو اور زمین میں مُفسد بن کر مت رہو۔ انتہیٰ

اور کیا قانون الٰہی کے سمجھنے کے لئے کسی اُستاد کامل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ قرآن مجید ہاتھ میں لیکر جو جس کا جی چاہے وہی راگ الاپتا پھرے۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کی مراد سمجھی جائے۔ چنانچہ قانون الٰہی (قرآن مجید) کے لفظوں سے غلط معنی مراد لینے والوں کے حق میں ارشاد ہے وَاِنَّ مِنْھُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَھُمْ بِالْکِتٰبِ لِتَحْسَبُوْہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَمَا ھُوَ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَیَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ سورہ آل عمران رکوع نمبر ۸ ترجمہ:۔ اور تحقیق ان میں سے ایک ایسا فرقہ ہے جو کہ اپنی زبانوں کو کتاب اللہ کے ساتھ موڑتے ہیں تاکہ تم اس چیز کو کتاب اللہ ہی کا حکم سمجھو حالانکہ وہ کتاب اللہ کا حکم نہیں ہوتا۔ اور وہ کہتے یہی ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ اور وہ لوگ خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس جھوٹ کو جانتے ہیں۔ انتہیٰ ؛

آج کل ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کا اکثر حصّہ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ اوّل تو انہیں علوم الٰہیہ سے کوئی انس و ہمدردی و محبّت ہی نہیں ہے کیونکہ جن ہائی سکولوں یا کالجوں میں یہ تعلیم پاتے ہیں وہاں کے اکثر معلّم تعلیم الٰہی سے خود بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی صاحب اس علم پاک سے آشنا بھی ہوں تو عموماً بے عمل ہوتے ہیں اس لئے انکی صحبت اور میل جول جذبات مذہبیّہ کی تربیت یا علوم الٰہیّہ کا ذوق و شوق نہیں پیدا کر سکتا کالج کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو کاروبار دنیا نے آگھیرا۔ اگر بھولے بھٹکے قرآن پاک کی تعلیم کے مطالعہ کا شوق ہوا۔ تو سوائے اسکے کہ کوئی مترجم قرآن مجید لیکر اسکو پڑھیں اور کوئی صورت نہیں۔ وہ ترجمہ خواہ کسی قرآن پاک کی تعلیم کے ماننے والے کا ہو یا کسی مخالف مثلاً عیسائی یا دہری کا براہ راست کسی معلّم قرآن سے پڑھنے کی یا تو فرصت نہیں یا نفس میں تعلّی اس قدر آچکی ہے کہ کسی گودڑی پوش مسکین عالم کے پاس زانوئے ادب نہ کرنا عار نظر آتی ہے۔ یا کوئی غیر متعصّب و غیر متشدّد انہیں عالم باخدا ہی نہیں ملتا جو کہ اُنکے شوق قرآن ہی کی قدر کرے اور اُنکی بود و باش وضع و قطع کا پہلے سوال نہ چھیڑے اور اسی جذبۂ شوقیہ کے باعث ان کی عزّت کرے اور یہ سمجھے خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی تو ہدایت دی ہے آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالیٰ آگے بھی ٹھیک ہو جائیں گے۔ بہر حال ان موانع ثلٰثہ میں سے جو بھی ہو مقصد ہر حال

ہیں فوت ہو جاتا ہے کہ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ علم الٰہی یعنی قرآن پاک
کے کسی باخدا عالم کے پاس پڑھنے سے قاصر رہتا ہے اور اپنے گھر یا کوٹھی
میں بیٹھکر قرآن المجید پاک کے ترجمہ میں غور کرتا ہے۔ اور جو سمجھ میں
آئے اسے حکم الٰہی سمجھتا ہے افسوس صد افسوس کلام الٰہی سے یہ کتنی
بڑی بے انصافی ہے کہ انسانی دماغ کے تجویز کردہ قانون کو سمجھنے کیلئے
اپنی عزیز عمر کا ایک معتد بہ حصّہ چودہ چودہ اور پندرہ پندرہ سال
صرف کریں اور ہزارہا روپیہ خرچ کریں۔ اتنی عمر اور اسقدر روپیہ
صرف کرنے پر بھی جب ماہرین تعلیم اسکے دماغ کا امتحان نہ لے لیں اور
قابلیت کی سند نہ عطا کریں۔ اس وقت تک اس شخص کی رائے کی کوئی
وقعت نہیں اور اس پر کوئی اعتماد نہیں ہو سکتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی
آسمان سے نازل کردہ تعلیم میں رائے دینے کیلئے کوئی معیار ہی نہیں۔
گرامر عربیت سے شناسائی ہو یا نہ۔ لغتِ عربی کو جانے یا نہ جانے ادب
عربی سے واقف ہو یا نہ اصول غور و تدبّر قرآنی کی ہوا بھی لگی ہو یا نہ
با ایں ہمہ جہالت و نابلدگی کبھی یہ سُنائی دیتا ہے کہ فلاں بیرسٹر صاحب
کی قرآن پاک کے فلاں مسئلہ کے متعلق یہ رائے ہے فلاں وکیل صاحب
نے اپنی فصاحت و بلاغت کی سیلابی تقریر میں قرآن پاک کے فلاں
مسئلہ کے متعلق یوں گوہر افشانی کی۔

بھائی جان۔ میرے الفاظ کا غلط مفہوم نہ لیجئے گا۔ کہ بھائی مولوی
بڑے بخیل ہوتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کا مطلب

ہمارے ہی سینوں تک محدود ہے اور دوسرا کوئی نہ سمجھنے پائے۔ حاشا وکلا میرے عزیزو یہ غرض نہیں ہے بلکہ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپکے دلوں میں اپنی کلام پاک کے پڑھنے کا شوق دے اور آپ صحیح طریقے سے اس پر غور کریں اور عمل پیرا ہوں ؎

اعتراف حقیقت

میرے تعلیم یافتہ بھائیو۔ میرا آپ کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔ کہ آپ خود کما کر کھانیوالے ہیں آپ اگر اشاعت دین متین کی طرف توجہ کریں تو آپ وہ کام کر سکتے ہیں۔ کہ عموماً رسمی مولوی (علماء ربانی کی مقدس ہستیاں مستثنیٰ ہیں) جو کہ روٹی میں بھی دوسروں کے محتاج ہیں وہ نہیں کر سکتے ہیں نے آپکے متعلق گذشتہ سطور میں چند ترش الفاظ استعمال کئے ہیں وہ دراصل آپ پر حملہ نہیں ہے آپ کی دل آزاری مقصود نہیں ہے۔ بلکہ آپکے اس معاملہ علم الٰہی کے متعلق چند نقائص تھے وہ پیش کر دیئے ہیں خدا تعالیٰ علم الٰہی کے پڑھنے کا شوق آپ کی طبیعتوں میں پیدا کر دے اور ایسے اساتذہ ربانی آپ کو مہیا کر دے۔ جو آپ کو مطمئن کر سکیں لیکن یاد رکھئے مَنْ جَدَّ وَجَدَ ترجمہ:۔ جس نے کوشش کی اُس نے پا لیا۔ اگر آپ کے اندر طلب صادق موجود ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور ہی ایسے پاک علماء کرام مہیا کردیگا وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۝

الہامی نصاب تعلیم اور اس کی فوقیت

عزیز بھائیو۔ یہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ انسانی تہذیب وشائستگی اور رفعت کمال پر پہنچانے کے لئے جن ہدایات کی ضرورت ہے ہر انسان ان چیزوں کو اپنے اختراع دماغی یا الہام طبعی سے نہیں معلوم کر سکتا۔ بلکہ بعض انسان اپنی صفائی باطن یا علوم دماغی سے ان ضروریات کے حل کی تدابیر سوچتے ہیں اور دوسرے بھائی ان تراکیب کو اپنی حاجات کا بہترین عقدہ کشا سمجھ کر فوراً اخذ کر لیتے ہیں انہیں مقننین اور مستنبطین کو فلسفیانہ اصطلاح میں حکماء کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اگر اسی استعداد والوں کے ساتھ امداد الٰہی شامل ہو جائے کہ انکی ہر بات کی اصلاح کا ذمہ لیلے اور جہاں ان کے دماغوں کی رسائی نہ ہو سکے۔ وہاں خود بذریعہ الہام یا ملائکہ عظام رہنمائی کرے ایسے حضرات کو اصطلاح شرع میں نبیؑ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے حاصل یہ ہوا۔ کہ حکیم کی رائے فقط اس کا دماغی اختراع ہے اور نبی کی رائے علاوہ زبدۂ عقلیات ہونے کے موید بالنور الالٰہی بھی ہے۔ اسی لئے تمام ملل ومذاہب کا ہر فرد اس بات پر متفق ہے۔ کہ تعلیم انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام حکماء زمانہ کی تعلیم سے اعلیٰ اور افضل ہے اور جو نتائج حسنہ نبی کی تعلیم سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ حکیم کی تعلیم سے ان کا وجود محال ہے۔ اس فرق کی پہلی وجہ یہ ہے۔ کہ حکیم کا فقط تخیل

اعلیٰ ہے لیکن قوت عملیہ کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ بخلاف نبی کے
کہ نبی جو کہتا ہے وہ کر کے دکھا دیتا ہے نبی کی کوئی بات محض تخیل ہی
نہیں ہوتی بلکہ ہر بات پر اپنا عملی نمونہ وہ پہلے خود پیش کرتا ہے چونکہ
اس عالم اسباب میں محض شیخ چلی کے فرضی خیالات کی کوئی حقیقت
نہیں بلکہ ہر چیز کی ایجاد اور اس کے بقا کا دار و مدار عمل پر ہی ہے
اس لئے نبی کے مقابلہ میں حکیم کی عزت قائم نہیں رہ سکتی حکمۃ کے
جس حصے کو عمل سے تعلق ہے۔ وہ تو مقاصد نبوت میں داخل ہو
جاتا ہے۔ باقی تخیل محض بیکار رہ جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ تمام
ضروریات انسانی کو مدِ نظر رکھ کر اور ان کے تمام مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا
پر پوری بحث و تمحیص کر کے انسان کی موجودہ اور مستقبلہ زندگی کے
حوائج کو سامنے رکھ کر آسان ترین قریب ترین اور نتائج حسنہ
کے لحاظ سے بہترین راستہ تجویز کرنا حکیم کا دماغ اس سے عاجز ہوتا
ہے لیکن نبی بفضل ایزدی و امداد الٰہی ہر معاملہ میں جو فیصلہ کریگا
اس میں ان تمام مذکورۃ الصدر ضروریات کا پورے طور پر لحاظ
رکھیگا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کی تعلیم زیادہ مؤثر مقبول اور عالمگیر
ہوتی ہے اور نبی کی تعلیم سے سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں اعلیٰ درجہ
کے باخدا، منتظم، سپاہی۔ فاتح شجاع پیدا ہوتے ہیں بخلاف حکیم کے کہ
اس کے اندر خود یہ چیزیں نہیں ہوتیں اور نہ دوسروں کے اندر
ہی آتی ہیں تیسری وجہ یہ ہے اور یہ سب سے زیادہ زبردست

ہے کہ اسکی روحانی طاقت بڑی زبردست ہوتی ہے۔ نبیؑ کی روحانی
طاقت کا ہر فطرت سلیمہ والے پر اس طرح اثر پڑتا ہے جس طرح سورج
نکلنے پر ہر بینا آدمی بیدار ہوجاتا ہے ہر شخص اپنے اپنے کاروبار میں
لگ جاتا ہے پوری مستعدی سے کام کرتا ہے اور اس محنت اور جدو
جہد کو اپنی بقاء کے لئے ضروری خیال کرتا ہے اگرچہ کوئی اسے ہزار
منع کرے لیکن کیا مجال ہے کہ وہ کام سے رُکے۔ اسی کام کی تکلیف
اور مشقت کو اپنے لئے کمال کے لحاظ سے راحت اور آرام سمجھتا
ہے اور بیکار بیٹھنے کو اپنے لئے تباہی کا موجب سمجھتا ہے بعینہٖ اسی
طرح آفتاب نبوت کے طلوع سے ہر فطرت سلیمہ والے کی قوائے
عملیہ میں ایک ہیجان عمل پیدا ہوجاتا ہے۔ وہی خوابیدہ قوتیں
جو وجود انسانی میں تھیں لیکن جمود کے باعث غیر متحرک تھیں حرکت
کرنے لگ جاتی ہیں پہلے بیکاریٔ قوائے کے باعث وہی انسان وحشی
ظالم" ڈاکو کہلاتے تھے لیکن نبی کی پاک صحبت انہیں کو مہذب منصف
محافظِ اقوام بنا دیتی ہے نبی کی صحبت میں اس انقلاب کا موجب
اصلی اس کی روحانی طاقت ہے جو کہ بتائید ایزدی نبی کے اندر تیار
ہوتی ہے۔ اسی کا یہ اثر ہوتا ہے کہ بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد کہ جو فطرت
سلیمہ لیکر نیک نیتی سے اسکی صحبت میں آیا وہی لعل بدخشانی ہوگیا۔

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

عزیز بھائیو۔ حکیم اور نبیؑ کے جذبات "اخلاق" "اعمال" "تاثیر صحبت کا

خاکہ پیش کر چکا ہوں جس سے اس نتیجہ پر آپ پہنچ چکے ہونگے۔ کہ بنیؐ کی تعلیم اور اسکی صحبت بہر حال اولیٰ تر ہے۔ خدا کے بندو۔ اگر ایک ہی فن کے دو اُستاد آپ کے سامنے پیش ہوں ایک ان میں سے کامل ہو اور دوسرا ناقص ہو۔ مثلاً ایک انٹرنس پاس اور دوسرا ایم اے ہو اور ساتھ ہی یہ بھی فرق ہو۔ کہ ایم۔ اے تو یقیناً مُفت خدمت کرتا ہے۔ اور انٹرنس والا حاجتمند ہے ممکن ہے اسے کچھ دینا بھی پڑے۔ بتلائیے۔ کہ کوئی عقلمند انٹرنس والے کو ایسے ایم اے پر ترجیح دیگا۔ بعینہ اسی طرح پر حکیم اور بنیؐ کی خدمات کو سمجھ لو۔ کہ بنیؐ خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہے وہ اعلان کرتا ہے؛

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

ترجمہ:۔ کہدو (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) میں تم سے اس تعلیم پر کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اسکے (اور کوئی تعلق نہیں) کہ جو اپنے رب کا راستہ پانا چاہے (وہ میرے پاس آئے) انتہیٰ؛

لہذا بنیؐ تو من کل الوجوہ خلق اللہ سے مستغنی ہے ممکن بلکہ اغلب ہے کہ حکیم کی طبیعت میں اس قسم کا استغنا عن الخلق نہ ہو؛

الحاصل

خدا کے بندو جو برکات بنی کی تعلیم پر عمل کرنے سے نصیب ہو سکتے ہیں وہ غیر بنی کی تعلیم میں کبھی بھی پائے نہیں جا سکتے وجہ اس کی یہ ہے کہ بنی کی تعلیم پر عمل کرنے سے تائید ایزدی کا شامل ہونا قطعی

ہے چنانچہ ارشاد باری جل مجدہٗ ہے:۔
اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ۔ سورہ مؤمن ترجمہ:۔ تحقیق ہم اپنے رسولوں کو اور جو ان پر ایمان لاتے ہیں ان کو دنیا کی زندگی میں مدد دیا کرتے ہیں اور جس دن گواہ قائم ہونگے۔ اس دن بھی مدد دیں گے، انتہٰی۔
اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ترجمہ:۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدموں کو ہر موقع پر ثابت رکھیگا۔

حکیم اور نبی کی تعلیم کا اصطلاحی نام

حکیم کی نظر چونکہ محدود ہے وہ بعد از موت جو حالات پیش آنے والے ہیں اُن کے متعلق کوئی صحیح قطعی رائے نہیں بتلا سکتا۔ اس لئے اس کی تعلیم کو اگر ہم دنیاوی تعلیم کے نام سے موسوم کریں۔ تو موزوں ہوگا۔ اور نبی چونکہ مؤید بتائید الٰہی ہے۔ اس لئے اس کی وساطت سے اللہ تعالیٰ تمام وہ حالات جو انسانوں کو آئندہ پیش آنیوالے ہیں وہ بتلا دیتا ہے۔ خواہ وہ واقعات صفحۂ دنیا پر پیش آنیوالے ہیں۔ یا بعد از موت لہٰذا اس تعلیم کو اگر تعلیم الٰہی یا تعلیم دینی کے نام سے تعبیر کریں تو بجا ہوگا۔

خدا کے بندو۔ آج ہم مسلمان دنیاوی تعلیم کے دلدادہ اور اسی پر فریفتہ ہو رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ مل رہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کو تو

اس ناشائستہ حرکت سے ہم نے ناراض کر ہی دیا ہے لیکن دنیاوی زندگی میں چین نصیب نہیں ہے ہماری تو وہ حالت ہے شعر

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ٭ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

عزیز بھائیو۔ اتنی فریفتگی اور دلدادگی اگر الٰہی تعلیم پر ہوتی۔ تو آج ہم لوگ اتنے ذلیل نہ ہوتے۔ کیا تمہیں قرآن پاک کا وہ اعلان بھول گیا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ٭ ترجمہ: اے مسلمانوں! تم ساری قوموں سے بلند و برتر رہوگے بشرطیکہ تم ایماندار رہو انتہی!

خدا کے بندو۔ ذرا سوچو تو سہی جن لوگوں (یعنی صحابہ کرامؓ) نے اس تعلیم الٰہی کو سر آنکھوں پر رکھا تھا۔ ان کی فتح و نصرت و کامیابی پر بھی نظر ڈال کر دیکھو۔ کہ کہاں سے کہاں جا پہنچے تھے۔ مولانا حالی مرحومؒ نے عربوں کی جاہلیت اور بعد از اسلام کا جو خاکہ مسدس حالی میں کھینچا ہے وہ اَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ کی شہادت دے رہا ہے۔

زمانہ جاہلیت

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور ٭ کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی ٭ نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی

وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمین بن جتی سر بسر تھی

بعد از اسلام عرب کی حالت

کیا انہوں نے جہاں میں اُجالا ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
لئے علم و فن ان سے نصرانیوں نے کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب ان سے سیکھا صفاہانیوں نے کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے
ہر اک ملک میں اُنکی پھیلی عمارت ہر اک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت
کیا جا کے آباد ہر ملک ویران مہیا کئے سب کی راحت کے سامان

مسلمان بھائیو۔ اپنے اسلاف کی خوبیاں دیکھو۔ اور ذرا سوچو کہ کس تعلیم سے یہ چیزیں انکے اندر آئی تھیں۔ ایک تو وہ لوگ قرآن مجید کے ماننے والے تھے اور ایک ہم ہیں کہ ایمان بالقرآن کا دعوٰے تو کرتے ہیں لیکن بتلائیے کہ کس خوبی میں ہم اَعۡلَوۡنَ کا مصداق ہیں بلکہ ہم تو تجارت میں سب سے پیچھے۔ اقتصادیات میں سب سے گرے ہوئے۔ سیاسیات میں سب سے ذلیل ہیں تعلیم میں سب سے نیچے مخالفین اسلام سے بھی عموماً الا ما شاء اللہ ہر رنگ میں گرے ہوئے ہیں۔ اقتصادیات۔ سیاسیات مذہبیۃ غرض ہر رنگ میں گر چکے ہیں ہماری تو وہ حالت ہے جس طرح پہلے متبرک ہستیوں کے کپوتوں کا نقشہ اللہ تعالیٰ کھینچتے ہیں ؛

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۙ

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

سب سے آخری الہامی نصاب تعلیم قرآن مجید ہے

عزیز بھائیو. اشراک "تشبیہ" مادہ "پرستی" دہریت کے امراض خبیثہ زمانہ قدیم سے چلے آرہے ہیں. ان امراض مہلکہ سے صحتیاب کرنے اور انسان کو انسان بنانے اور اپنے مالک سے ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑنے اور کمزور شدہ کو مضبوط بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً بواسطہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام تعلیمات آلہیہ دنیا میں نازل ہوتی رہی ہیں

تعلیم الٰہی کے نزول میں مراتب

انبیاء علیہم السلام فقط انہیں رسم ورواج کی اصلاح کرتے ہیں جو ایسے قوم میں رائج ہوتے ہیں جو کہ ہمیں تعلق باللہ پر حال یا مال کے لحاظ سے برا اثر نہیں ڈالتیں. ان کو قائم رکھتے ہیں اور جو اس تعلق پاک کو مکدر کر دینے والی ہوتی ہیں. انہیں چھڑوا دیتے ہیں اسی اصل مسلم کی بنا پر مختلف زمانوں میں مختلف شرائع نازل ہوئیں. اور اسی بنا پر جوں جوں زمانہ بڑھتا گیا تو پہلے سے زیادہ تفصیلی شرائع الٰہیہ دُنیا میں نازل ہوتی گئیں. کیونکہ جو بعد کا زمانہ آیا. وہ پہلے سے زیادہ پُر تکلف و پُر تعیش ہو کر آیا.

تعلیم کے الٰہی ہونے کا معیار

تعلیم الٰہی کے معیار صحیح معلوم کرنیکی اس واسطے ضرورت محسوس ہوئی ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم اپنے منہ سے میاں مٹھو بن رہے ہیں بلکہ ایک عقلی معیار قائم کیا جاتا ہے۔ اس کسوٹی پر ہم تمام موجودہ تعلیمات کو پرکھ کر دیکھ لیں کہ کس تعلیم میں کتنا حق وصداقت موجود ہے اور موجودہ وقت میں کونسی تعلیم الٰہی کہلانے کی سب سے زیادہ مستحق ہے*

خدا تعالیٰ نے ایک ہی چیز (مٹی) سے ایک ہی طریقہ پر سب انسانوں کو پیدا کیا بحیثیت خالق ہونے کے اس کو سب انسانوں سے یکساں تعلق ہے۔ لہٰذا الٰہی تعلیم کا پہلا یہ خاصہ ہوگا۔ کہ سب انسانوں کو یکساں بنائے۔ گورے وکالے رومی و روسی۔ چینی و ہندی کی تمیز اٹھاوے۔ ہاں اگر ایک شخص خدا تعالیٰ سے زیادہ ربط وضبط قائم رکھتا ہے۔ اور دوسرا پیدا ہو کر اصل کو بھی بھلا بیٹھا ہے۔ اور عاق ہو گیا ہے تو ان دونوں میں سے البتہ پہلے کو دوسرے پر یقینی ترجیح ہونی چاہیئے

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ترجمہ۔ بیشک تم میں سے سب سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہے جو سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے*

دوسرا خاصہ یہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک خدا پیدا کرنے

والے کا غلام بنائے اور غیر خدا کا رعب دل سے نکال دے۔ تیسرا خاصہ یہ ہے۔ اس تعلیم پاک سے یہ روح انسان میں پیدا ہو گی کہ متاع جان عزیز دے کر (یعنی خدا کی راہ میں مر کر) بھی وصال محبوب حقیقی (خدا تعالیٰ) حاصل کرے۔ اور اس کو اپنی سعادت سمجھے۔ چوتھا خاصہ یہ ہے کہ دنیا و مافیہا کی مملکت و ملکیت اس کی نظر میں رضاء الٰہی کے مقابلہ میں پر پشہ کے برابر بھی نہ ہو۔ تمام کتب موجودہ جن کو تعلیم الٰہی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً توراۃ۔ انجیل۔ زبور وغیرہ ان تمام کتب کے متعلق اُن کے ماننے والوں کا ایمان ہے کہ یہ سب الہامی اور منزل من اللہ ہیں۔ لیکن معیار مذکور کے لحاظ سے اگر کسی کتاب کے اندر بدرجہ اتم یہ خوبیاں موجود ہیں۔ تو وہ قرآن مجید ہی ہے سب سے آخری تعلیم الٰہی ہے یہی وہ تعلیم ہے جس کے متبعین "اشراک" "تشبیہ" "مادہ پرستی" دہریت سے بچ سکتے ہیں اور تمام ماسوی اللہ سے تعلق توڑ کر ایک خدائے قدوس کے ساتھ صحیح طور پر جوڑ سکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے تمام اقوام عالم میں سے سیاہ و سپید گورے و کالے دیسی و غیر دیسی کے امتیاز مٹا کر ایک کلمہ توحید کے ماتحت جمع کر سکتے ہیں اور مساواۃ و ایثار کا یہ سبق دے سکتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین (بزبان عجمی شاہنشاہ) پیدل چلے اور زرخرید غلام

خلیفۃ المسلمین کی سواری پر سوار ہو۔ یہی وہ تعلیم ہے
جو کہ اپنے متبعین کے قلوب سے ماسوی اللہ کا رعب
اٹھا دیتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ احزاب کے رکوع نمبر ۵ میں
مومنین کے حق میں فرماتے ہیں ؎

اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ وَیَخْشَوْنَہٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا
اِلَّا اللّٰہَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ حَسِیْبًا ؕ **ترجمہ**:- وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکام
پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔
اور حساب لینے والا اللہ تعالیٰ کافی ہے ؎

میرے پیارے مسلمان بھائیو۔ افسوس صد افسوس کس قدر
بے بہا گوہر ہمارے گھروں میں موجود ہیں۔ جن کو ہاتھ میں لیکر
اگر بازار میں نکلیں۔ تو ہزاروں خریدار کروڑوں روپوں میں
بھی سستا سمجھ کر لیجائیں اور ہم اس تجارت کے نفع سے عمر بھر
چین سے زندگی بسر کریں۔ لیکن ہم سے زیادہ بدنصیب بھی کوئی ہوگا
کہ گھر میں ایسے جواہر رکھے ہیں جن کی چمک و دمک پر دنیا نثر نگوں
ہو۔ اور ہمیں سر آنکھوں پر بٹھالے۔ لیکن ہم ایسے نالائق ہیں
کہ اپنے اسلاف کے خزانہ سے تو کام نہ لیں اور در در کی بھیک
سے پیٹ پالیں۔ اور فخر سمجھیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد سچ ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا
الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ؕ

تمام الہامی کتابوں میں سے فقط قرآن مجید ہی محفوظ ہے

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں پاکیزہ اصول کا مجموعہ مذہب اسلام نصیب فرمایا۔ جس کی ایک یہ بھی ہدایت ہے

كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ مِنْ حَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا

ترجمہ:۔ حکمت کا کلمہ مومن کی اپنی گم شدہ چیز ہے جہاں اُسے پائے وہ مومن اُس کے لیے کا زیادہ حقدار ہے۔ انتہیٰ۔

دیکھئے کیسی پاک تعلیم ہے ایک طرح پر ہر مومن کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ تمہارے اندر تعصب نہیں ہونا چاہئے۔ اور نہ تمہارے اندر تنگدلی وانانیت ہی آنے پائے۔ کہ سوائے میرے کسی کے ہاں دنیا میں کوئی بات سچی ہو ہی نہیں سکتی ؂

مسلم کی رواداری

دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلم کو کتنا روادار اور بے تعصب بنایا ہے۔ کہ تمام دنیا کے مقتدا بزرگوں کی قدر کرتا ہے اور انکی آسمانی پیش کردہ کتب پر ایمان کی مہر تصدیق لگاتا ہے ؂

قولہ تعالیٰ قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ترجمہ :- کہدو اے مسلمانوں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اُس کتاب پر ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کی گئی اور اس تعلیم پر ایمان لائے جو ابراہیم ؑ اور اسمٰعیل علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام اور اُنکی اولاد کو دی گئی اور ان کتابوں پر ایمان لائے جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئیں۔ اور تمام ان کتابوں کو مانتے ہیں جو کسی زمانہ میں قوم کے نبیوں پر انکے رب کی طرف سے نازل کی گئیں۔ ہم (مسلمان) ان انبیاء علیہم السلام میں سے کسی میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اس خدائے قدوس کے فرمانبردار ہیں اللہ اُسکی طرف سے جس قدر حضرات انبیاء علیہم السلام پیغامات لیکر آئے وہ سب ہمارے بزرگ اور سردار ہیں (انتہیٰ)

بھائیو حق پرستی صداقت پسندی اور رواداری عامہ کا اس سے اور زیادہ کیا ثبوت کوئی قوم دیسکتی ہے۔

رواداری مسلم کا کمال

بھائیو۔ گذشتہ عنوان میں جو آپ نے مسلم رواداری کا نمونہ ملاحظہ فرمایا۔ وہ پھر بھی ان حضرات اور اُنکی قوموں سے تھی۔ جو مامور من اللہ ہیں اور جن کا تعلق خدا تعالیٰ سے ٹھیک ہے۔ اور ایک درجہ اور آگے بڑھئے۔ اے خدائے قدوس کے مقدس اسلام تیری پاکیزہ تعلیم پر ہم قربان ہوجائیں۔ تو بھی تیرا حق ادا نہ کرسکیں۔ ارشاد ہے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۝ ترجمہ :- (اے مسلمانوں) یہ (کفار) لوگ اللہ تعالیٰ کے

سو جن کو پکارتے ہیں (یعنی جن کی عبادت کرتے ہیں) ان کو گالیاں مت دو۔ ورنہ اپھر وہ (کافر لوگ (تمہارے معبود) اللہ تعالیٰ کو زیادہ کر کے جہالت سے گالیاں دینگے۔ انتہیٰ)

حاصل رواداری مُسلم

حاصل یہ نکلا۔ کہ جن کے ساتھ رشتہ توحید ملتا جُلتا ہے انکو بُرا بھلا کہنا تو بجائے خود رہا۔ وہ معبودانِ باطل جن کی عبادت و پرستش دنیا میں ہو رہی ہے۔ ان کو بھی زبان درازی سے بُرا بھلا نہ کہو۔ بلکہ ارشاد باری ہے:۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ ترجمہ۔ (اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حکمۃ اور اچھی نصیحت سے تو اپنے رب کے راستہ کی طرف بُلا۔ اور ان سے عمدہ طریقہ سے مناظرہ اور گفت و شنید کر۔ انتہیٰ)

بہر حال مسلم کسی حالت میں بھی بد خو۔ زشت رُو۔ بیہودہ گو۔ منکر حق نہیں ہو سکتا۔

عود الی المقصود

تمہید سابق کی اس لئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ کتب سماوی کی صحت کے پرکھنے میں کسی شخص کے دل میں یہ خیال نہ آئے کہ ہم طرفداری سے کام لیتے رہے ہیں۔ اس لئے اپنے اصول دیانت کا ذکر کر دیا گیا۔ ان اصول دیانت کو مدِ نظر رکھکر اور ہر تعلیم کے

الٰہی ہونے کی پرکھ کے متعلق جو ماقبل میں زیر عنوان "تعلیم کے الٰہی ہونے کا معیار" ذکر کر چکے ہیں۔ جب ان دو چیزوں کو ہاتھ میں لیکر دیکھتے ہیں۔ تو قرآن مجید کے الہامی منزل من اللہ ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور دُنیا کی ساری قومیں جتنی بھی اپنی مذہبی تعلیم کے بقا کا دعویٰ کرتی ہیں۔ یہود یا نصاریٰ یا ہندو ہوں۔ وہ اس امر پر متفق ہیں۔ کہ اُن کی تعلیمات پہلے کی نازل شدہ ہیں۔ اور ہمارا قرآن مجید ان سب کے بعد نازل ہوا ہے۔ لہٰذا یہ امر ثابت ہوگیا۔ کہ دنیا میں سب سے آخری تعلیم قرآن مجید ہی ہے۔ جو کہ بفضل ایزدی پورے طور پر محفوظ و مصئون ہے:۔

قرآن مجید نے اپنے متبعین میں کیا انقلاب کیا

اصل بات تو یہ ہے۔ کہ اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ دوست اور دشمن عموماً سارے جانتے ہیں کہ عرب کی اسلام سے پہلے کیا حالت تھی۔ اور بعد از اسلام انہیں لوگوں میں کیا جوہر نمودار ہو گئے تھے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ خوابیدہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف کا نقشہ دکھایا جاوے۔ کہ اُن مدعیان اسلام میں اسلام نے کیا رنگ پیدا کر دیا تھا۔ اور تمہارا اسلام وہ رنگ نہیں لا رہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اسلام نقلی

ہے۔ اگر اصلی نافہ آہو ہوتا۔ تو سارا گھر خوشبو سے مہک جاتا۔ لیکن یہ بجائے خونِ آہو کے خون خرگوش ہے۔ جس میں کوئی خوشبو نہیں البتہ شکل نافۂ آہو موجود ہے۔

فہرست اصلاحاتِ انقلابِ اسلامی

تعلق باللہ اُن کا یہ تھا

۱۔ تمام ماسوی اللہ سے منہ موڑ کر ایک خدائے قدوس کا غلام بنا دیا تھا۔

۲۔ ماسوی اللہ کا رعب دلوں سے نکال کر ایک خدا تعالےٰ کا رعب قائم کر دیا تھا۔

۳۔ ہر لمحہ زندگی میں رضاء مولیٰ از ہمہ اولیٰ سمجھتے تھے۔

۴۔ شعائر اللہ (کتاب اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ بیت اللہ وغیرہ) کی عزت اپنی زندگی سے زیادہ ضروری سمجھتے تھے۔

تعلق بالناس اُن کا یہ تھا

۱۔ خدا تعالیٰ کے بعد والدین کی اطاعت فرض سمجھتے تھے۔

۲۔ والدین کے متعلقین کی عزت فرض سمجھتے تھے۔

۳۔ مساوات و ایثار اپنا فخر سمجھتے تھے

۴۔ خلق اللہ پر رأفت و رحمت انکا مایۂ ناز تھا۔

۵۔ مظلوم کی مدد ان کا شیوہ تھا

۶۔ حاکم بن کر محکوم کی خدمت کو عزت خیال کرتے تھے۔

۷۔ انسانوں پر آقا بن کر حکومت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا غلام بن کر حکمرانی کرتے تھے۔

بعد از اسلام صحابہ کرام کا طرز معاشرت

۱۔ سادگی ان کا شعار تھا۔
۲۔ سپاہ گری ان کا فن تھا۔
۳۔ سخاوت اُن کا لباس تھا۔
۴۔ شجاعت اُن کا دل تھا۔
۵۔ تواضع ان کا تاج تھا۔
۶۔ غیرت اُن کی آنکھیں تھیں
۷۔ ہمّت اُن کا انجن تھا۔
۸۔ امداد الٰہی ان کا سٹیم تھا
۹۔ حمیت اسلامی ان کا وجود تھا

مصحی علیہ

آں قدح بشکست آں ساقی نماند

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَار۔ اِنَّ فِی هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ

عروج و ترقی کا صحیح مفہوم

اس رسالہ میں چونکہ میرے مسلمان بھائی ہی مخاطب ہیں اس لئے بعض تو عرض داشت سابق کو بنظر تحسین انشاء اللہ تعالےٰ دیکھیں گے۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض احباب کی طبیعت میں یہ خیال گزرے۔ کہ مؤلف نے تو سب عزت وراحت و جلال کا مدار تعلق باللہ کی صحت کو قرار دیا ہے اور تعلق باللہ کی صحت کا مدار اتباع قانون الٰہی کو ٹھیرایا۔ جو کہ موجودہ وقت میں فقط قرآن مجید ہی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ موجودہ زمانہ میں تو عروج و ترقی عزت وراحت انہیں لوگوں کو نصیب ہے۔ جو

قرآن مجید کے مخالف ہیں. لہذا معلوم ہوتا ہے. کہ یہ ہوائی خیالات ہیں. اور مولوی ہمیشہ اسی قسم کے بے سُر راگ ہی گایا کرتے ہیں اس لئے ضرورت محسوس ہُوئی. کہ عروج و ترقی کا صحیح مفہوم عرض کیا جاوے. خدا کے بندو. زمانۂ عروج و ترقی سے مراد ہر شخص انسانی ترقی مراد لیتا ہے نہ کہ حیوانی ترقی دعروج. یا بالفاظ دیگر یوں کہیئے. کہ انسان جس معنی میں انسان کہلاتا ہے. ان چیزوں میں نشو نما ہو رہا ہو. نہ کہ وہ چیزیں روز بروز بڑھ رہی ہوں. جو کہ خواص حیوانی ہیں ؁

حیوانات کا نباتات سے مابہ الامتیاز

حیوان نباتات سے ظاہر بین نظروں میں چار چیزوں سے متمیز ہے. کھانا. پینا. پہننا. نر مادہ کا ملنا ؁

خصوصیات انسانی

انسان کی جس جد و جہد کا بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق خواہشات اربعہ مذکورہ بالا حیوانی سے ہوگا. وہ حصہ اعمال حیوانی ہی کہلائیگا اور جن اعمال کا بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلق امتیاز انسانی سے ہوگا وہ در اصل انسانی ہونگے. لہذا امتیاز انسانی کا معلوم کرنا مناسب ہے. اگر ان اعمال انسانی میں ترقی پائی گئی. تو سمجھا جائیگا. کہ

انسان بام عروج پر تیز گام جا رہا ہے۔

بھائیو۔ یہ امر مسلّم ہے۔ کہ انسان کے اندر دو چیزیں ہیں۔ روح جسم۔ جسمانی تربیت و آرام کی تلاش و فکر تقاضا حیوانیت ہے اور تربیت و آرام روحانی تقاضاء انسانیت ہے۔ اور یہی مابہ الامتیاز انسان ہے تمام مذاہب میں یہ امر مسلّم ہے۔ کہ روح ایک لطیف چیز ہے جس کا تعلق حق تعالیٰ سے ایسا ہی قوی ہے جیسا کہ جسم کا زمین سے جسم جسطرح خواہشات ارضی کھانے پینے وغیرہ سے خوش ہوتا ہے روح عالم بالا کی طرف توجہ کرنے اور حق تعالیٰ سے تعلق ربط و ضبط پیدا کرنے اور اس میں محو رہنے سے خوش ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام مذاہب میں روح کی تکمیل کرنے والے اور اس شغل میں محو رہنے والوں کی عزت و وقعت زیادہ کی جاتی ہے۔ جیسے سکھوں میں گرو۔ ہندوؤں میں سادھو۔ عیسائیوں میں راہب اور مسلمانوں میں صوفیاء کرام۔ ان تمام حضرات کی محض خدا تعالیٰ کی یاد کرنے کے باعث دنیا وارد وں کیا بلکہ ان میں سے اعلیٰ درجہ کے کاملوں کی بادشاہوں سے بھی بڑھ کر عزت کی جاتی ہے۔

فہرست تقاضا ہائے روحانیت

۱۔ خدا تعالیٰ کے تعلق کو مضبوط کرنا۔
۲۔ بداخلاقیوں سے بچنا۔
۳۔ تعیش جسمانی کو نفرت سے دیکھنا۔

۴۔ مخالفت امرآلہی کو تباہی کا ہم پلہ سمجھنا۔ ۵۔ ارادہ الٰہی کے موافق اشیاء ارضیہ میں تنظیم کرنا۔

یہ چیزیں ہیں۔ جن کی ترقی انسانی ترقی ہے! پیارے بھائیو خدا کے لئے غور کرو۔ کہ آیا آپ کی موجودہ ترقی انسانیت کی ترقی ہے یا حیوانیت کی۔ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ ہم پر وہ ضرب المثل صادق آرہی ہے "اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی" ابھی ما بہ الامتیاز انسانی یعنی روحانیت کی جن خواہشات کا میں نے ذکر کیا ہے کیا وہ تباہ نہیں ہورہی ہیں۔

خدا کے بندو ذرا غور کرکے دیکھو۔ تمہیں کیا ہونا چاہئے تھا اور تم کیا ہو۔ جاہل تو جاہل اور پرانے تعلیم یافتہ مولوی صاحبان آپ کی نظروں میں تاریک خیال اور تنگ خیال ہیں۔ لیکن آپ وسیع الخیال اور روشن خیال حضرات نے کیا کیا۔ ذرا سوچو تو سہی۔ کہ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں۔ جن کے دل میں خوفِ خدا ہے۔ کتنے ایسے ہیں۔ جو بداخلاقیوں زنا وغیرہ سے متنفر ہیں کتنے ایسے ہیں۔ جو مخالفت امر الٰہی کو نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اے تعلیم یافتہ بھائیو۔ تمہیں وہ خدا تعالیٰ بھول گیا۔ جس نے انسان کو نطفے سے بنایا۔ اور پھر دنیا میں لاکر تمہیں رزق دیا کھلایا۔ پلایا۔ پالا۔ پوسا۔ آج تم اسی پر اکڑتے ہو۔ مذہب یعنی خدا تعالیٰ کی اطاعت کا نام لیا جاوے۔ تو پھبتیاں اڑاتے ہو۔ اور

مذاق کرتے ہو۔ کیا ان ہی بد اخلاقیوں کی کثرت کا نام ترقی ہے میرے تعلیم یافتہ بھائیو۔ کیا محبت خدا کی بجائے محبت زر کا نام ترقی ہے؟

کیا مساجد و معابد کی آبادی کے بجائے تھیٹروں اور بائیسکوپوں کی کثرت تماشائیوں کا نام ترقی ہے؟

کیا قناعت و کفایت شعاری سابقہ کی بجائے موجودہ اسرافِ بیجا کا نام ترقی ہے؟

کیا ایثار سابق (جو آج سے پہلے ہمارے ہندوستانی اسلاف میں موجود تھا۔ کہ ایک کماتا تھا۔ اور کنبہ کھاتا تھا) کی بجائے موجودہ نفسا نفسی کا نام ترقی ہے؟

کیا عفت مآب و عصمت پناہ نازنین مستورات کا بے نقاب ہو کر پھرنا اس کا نام ترقی ہے؟

خدا کے بندو۔ یہ ترقی نہیں تنزل ہے۔ عروج نہیں زوال ہے یہ اسباب بقا نہیں۔ بلکہ علل تباہی ہیں؟

میرے بھائیو۔ اگر یہی لیل و نہار رہے۔ اور یہی اعراض عن الاسلام کی رفتار رہے اور یہی غفلت شعاری ہے۔ تو یاد رکھو اور بقیناً یاد رکھو۔ اے مسلمان بھائیو۔ کہ ہماری نسلوں پر وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ آج اگر عقل ہو اور بیٹھ کر سوچیں تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔ اور گریبان میں منہ ڈال کر رونے

کے سوا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آئے۔ اگر آپ کو عقل ہے۔ تو خود سمجھ جائیں گے ورنہ قبل از وقت بتلانے پر وہی پنجابی ضرب المثل صادق آئے گی۔ (اندھوں کے آگے رونا آنکھوں کا نقصان)۔

خداوندا! تو مہربانی فرما کر اپنے بندوں کو عقل عطا فرما آمین ثم آمین

مسلمانوں کی ذلّت کا اصلی سبب اعراض عن القرآن ہے

اے میرے سید المرسلین خاتم النبیین نامدار آقا کی پاک اُمت (یہاں مراد فقط موجودہ ہندوستانی ہیں) تمہیں یہ احساس بھی ہے یا نہیں کہ تو مرض ذلت کی مریض ہے۔ اے ہندوستانی مسلمانو۔ دنیا کی معزز قوموں کی صف میں تمہارا نام نظر نہیں آتا۔ زندہ قوموں میں تم شمار نہیں ہوتے۔ معزز سرمایہ داروں کی فہرست سے تم خارج ہو۔ مسلم مفلس تمہارا لقب ہے۔ بھائیو! یہ ہماری ذلت کے پہاڑ کے چند سنگریزے ہیں ؂

سبب مرض

خدا کے بندو۔ دنیا میں رہ کر عزت و آرام پانے کے دو راستے ہیں۔ جن کی قرآن پاک شہادت دیتا ہے۔ ان دو راستوں کے درمیان ایک تیسری راہ ہے۔ جس پر چل کر کوئی قوم عزت نہیں پا سکتی۔ بلکہ وہ ذلیل ہی رہتی ہے۔ اس تیسری قوم کی مثال ایسی ہے۔ جس طرح کوئی شخص دریائی دلدل میں پھنس

جائے۔ پھر وہ جتنا اوپر نکلنے کے لئے زور لگائے۔ اتنا ہی نیچے غرق ہوتا ہے۔

فہرست اقوام

ا۔ خدا کے قانون کی صحیح معنی میں عزت کرنے والی اکہ ہر فرد تو تم بقائے قانون الٰہی کے لئے زندہ رہے، دائرہ رحمت میں لاکر دنیا میں سرفراز کردی جاتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ان کا حامی و مددگار ہوتا ہے۔ اور جو اسکے مقابلہ میں آتا ہے۔ وہ پس جاتا ہے کلام الٰہی کی شہادت دیکھیئے۔

قولہ تعالیٰ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ج حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ

ترجمہ:۔ پس یہ مخالفین انہیں انتظار کرتے۔ مگر ان لوگوں کا سا برتاؤ۔ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انہیں کہدو۔ پس انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ (ایسے موقع پر) پھر ہم اپنے رسولوں اور جو ان پر ایمان لائے ان کو نجات دیا کرتے ہیں۔ یہی ہوا کرتا ہے۔ یہ ہم پر حق ہے۔ کہ مومنین کو مخالفین کے مقابلہ میں مخمصوں سے نجات دلائیں۔ انتہی۔ سورہ یونس رکوع ۱۰۔

خوف طوالت سے ایک ہی مثال پر اکتفا کیجاتی ہے۔

۲۔ دوسری وہ قوم جو قانون الٰہی کی مخالفت کو اپنا شعار بنا لے
اور ہر لمحہ زندگی اس کا طغیان و سرکشی کی تصویر ہو۔ ایسی قوم کو
دائرہ لعنت میں داخل کر کے اللہ تعالیٰ انہیں چند روز کے لئے
مہلت دیتے ہیں۔ اور پھر ناگہاں گرفتار کر کے انہیں صفحۂ ہستی
سے مٹا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسکی شہادت بھی قرآن مجید سے
ملاحظہ فرمایئے:۔

قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ
وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا
وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ فَلَمَّا
نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا
أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ
ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ سورہ انعام رکوع نمبر (۵)

ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے بہت سی اُمتوں کی طرف آپ سے پہلے رسول بھیجے پھر
ہم نے اُن لوگوں کو تنگ دستی اور مرض سے گرفت کی۔ تاکہ وہ (خدا تعالیٰ کے
رو برو) عاجزی کریں۔ پس یہ بات کیوں نہ ہوئی۔ جب ان پر ہمارا عذاب آیا۔
تو وہ عاجزی کرتے۔ اور لیکن ان کے دل سخت ہو چکے تھے۔ اور جو وہ کیا کرتے
تھے شیطان نے اسی چیز کو انکے سامنے زینت دے رکھی تھی۔ پھر جب اُن لوگوں
نے اس تعلیم کو بھلایا۔ جو اُن کو دی گئی تھی۔ تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے
کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جو چیزیں ان کو دی گئی تھیں۔ جب ان پر وہ خوش ہو گئے

... ہم نے ان کو ناگہاں پکڑ لیا۔ پس ناگہاں نا اُمید ہونیوالے تھے۔ پھر ظالموں کی جڑ کاٹ ڈالی گئی، اور سب تعریف اللہ تعالےٰ سارے جہان کے پالنے والے کیلئے ہے انتہیٰ"

برادرانِ عزیز۔ اس نوع کی آیتوں میں سے بھی مشتِ نمونہ از خروار پیش کیا گیا ہے۔ جس سے آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ اسبابِ معیشت کی فراوانی بعض دفعہ مالک الملک کی ناراضگی اور اسکی جانب سے لعنت برسنے پر بھی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن ایسی ملعون قوم کی چند روزہ مایۂ ناز و قابلِ رشک زندگی کا جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے وہ بدن انسانی پہ رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ مثلاً سورہ قصص کے رکوع نمبر میں ہے کہ جب قارون (جو کہ اسرائیلی تھا) اپنے رعب و داب اور پورے تجمل سے نکلا۔ تو بعض لوگوں کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور کہنے لگے کہ کاش کہ ہمیں بھی یہ ساز و سامان نصیب ہوتا۔ پھر جب وہ غرق کیا گیا۔ تو انہیں لوگوں کے یہ الفاظ تھے۔ قولہ تعالےٰ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَنْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۔ ترجمہ۔ جن لوگوں نے کل کو قارون کی جگہ ساز و سامان کے لحاظ سے ہونے کی آرزو کی تھی۔ کہنے لگے تعجب ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا احسان ہم پر نہ ہوتا۔ تو ہمیں بھی دھنسا دیتا تعجب ہے کہ کافر نجات نہیں پائیں گے انتہیٰ ۔

دیکھئے عذاب الٰہی کی کڑک کے وقت رشک کرنیوالے لرزہ باندام ہیں
اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

برادران عزیز۔ پہلی دو قوموں کے سوا ایک تیسری قوم ہے جو کہ کتنی ہی جدوجہد کرے۔ قانون الٰہی یہی بتلاتا ہے کہ وہ کبھی بھی عزت نہیں پا سکتی۔ بلکہ روز بروز قعر مذلت ہی میں گرتی جائیگی +

ایسی قوم کے مرض مہلک کا حاصل یہ ہے کہ جن اصول کو وہ صحیح مانتی ہے انہیں پر عمل کرنا چھوڑ دے۔ جسطرح کہ مسلمانوں کہ مسلمانوں سے مراد ہر ایک برائے نام مسلمان نہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو قرآن مجید کو جانتے اور سمجھتے ہیں، انکا یہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے دُنیا میں عزت اور آخرت میں نجات دلانے کا ذمہ وار ہے اتحاد۔ مساواۃ ایثار کی روح پھونکنا اس کا شیوہ ہے۔ تہذیب انسانی کا علمبردار ہے۔ باوجود اس عقیدہ کے پانچ فیصدی بھی ایسے مسلمان نظر نہیں آتے۔ جو اس جذبۂ صادقہ کو ہاتھ میں لیکر قرآن مجید کی ورق گردانی کریں۔ اور ان بے بہا جواہر کو اس بحر ذخار سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اور ان جواہر کو قبائے عملی پر لگا کر دنیا و مافیہا کو اپنے حسن پر فریفتہ کر لیں۔ قانون الٰہی ہی بتلاتا ہے۔ کہ ایسی عہد شکن بے وفا قوم کبھی عزت نہیں پا سکتی میرے ہندوستانی مسلمان بھائیو۔ قانون مذکور کو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے۔ تجربہ اس کا شاہد ہے قرآن پاک اس کا مؤید ہے ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہٗ یہود کے حق میں ملاحظہ ہو۔ جب کہ ان لوگوں نے اس تعلیم الٰہی کو چھوڑا۔

جس کی حقانیت اور صداقت کو وہ تسلیم کر چکے تھے۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ط ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ط ذٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ط ترجمہ:- ان پر ذلت لازم کی گئی جہاں کہیں وہ پائے جائینگے (نہیں پائے جائینگے) مگر اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی رسی سے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف غضب لیکر لوٹے اور ان پر مسکینی لازم کی گئی۔ یہ اس لئے کہ تحقیق وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے گزرا کرتے تھے۔ انتہیٰ۔

حصولِ عزت کا ذریعہ قرآن مجید ہے

برادران اسلام محل اسلام کی تعمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ہاتھوں نے جس سنگِ بنیاد پر کی تھی۔ اگر ہم مسلمان رہ کر دنیا میں کوئی عزت پانا چاہیں۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اسی بنا پر اسی محل کی پھر درستی کریں جو جو اینٹیں جہاں سے گر چکی ہیں۔ ان کو پھر لگا دیں۔ اور جہاں سے نقش و نگار بگڑ چکے ہیں انہیں پھر از سر نو تازہ کر دیں اور اگر ہم نے ان بنیادوں سے ہٹ کر دوسری چیزوں کو بنیاد قرار دیا اگرچہ اس کا نام اسلام ہی رکھا۔ لیکن یقیناً یاد رکھئے کہ اس اسلام مصنوعی پر ان برکات کا نزول اور ان کامیابیوں کا حصول ناممکن ہے جو کہ ہمارے اسلاف کو نصیب ہوئی تھیں۔ جنکی

یاد تازہ کر کے مزے لیا کرتے ہیں اور اپنے لئے جن کا حصول سعادت عظمیٰ سمجھتے ہیں
یہ بھی یقیناً یاد رہے اور لوح دل پر کندہ کر لیجئے۔ کہ آج تک رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سا جامع صفات حمیدہ کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ پیدا
نہیں ہوا جو کہ حضور پر نور جیسا زبردست روحانیت والا ویسا شجاع۔ زیرک۔
معاملہ فہم دوررس۔ مآل اندیش۔ خلق خدا پر رؤف ورحیم۔ واصل باللہ۔ فنا فی اللہ
باقی باللہ۔ شاہسوار میدان سیاست۔ سپہ سالار رزمگاہ۔ فرش زمین سے عرش
بریں تک پہنچنے والا۔ اولی بالمومنین کا لقب پانیوالا مجسم علم از سر تا پا حلم۔ امن کا
بانی صلح کا حامی ہو۔

خدا کے بندو ایسے جامع کمالات کے خیالات پاکیزہ اور بالخصوص جس کا ذمہ دار
اللہ تعالیٰ ہو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ترجمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امر دین کے متعلق کوئی بات اپنی خواہش نفسانی سے نہیں فرماتے اور وہ ارشاد سوائے وحی الٰہی کے اور کچھ نہیں ہوتا
ایسے موید بروح القدس پاکیزہ ہستی نے جو کچھ بامداد الٰہی سود بہبود و
عروج و ترقی انسانی کیلئے جو راستہ تجویز کیا ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی بہترین
راستہ تجویز کر سکتے ہو۔ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ؟

قرآن مجید کے صحیح معنی سمجھنے کا طریقہ

بھائیو۔ یہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز کے استعمال صحیح سے اچھے نتائج پیدا ہوتے
ہیں اور اسی چیز کے غلط استعمال سے برے نتائج رونما ہوتے ہیں مثلاً ایک
چاقو سے ناخن اتارے جاویں تو صفائی حاصل ہو اور اگر اتنے ہی زور سے اس

چاقو کو گلے کی رگوں پر پھیرا جاوے تو ایک انسان بیگناہ مارا جاوے یہ ظاہر ہے کہ دوسری صورت میں بُرے نتائج پیدا کرنے کی ذمہ داری غلط استعمال کرنیوالے پر ہے نہ کہ چاقو پر۔ قرآن مجید کے صحیح مفہوم سمجھنے کیلئے جس استعداد اور طریق حصول فہم کی ضرورت ہے چونکہ ان چیزوں میں بے راہ روی اختیار کیجاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ متضاد و متناقض آراء پیدا ہو جاتی ہیں۔

اشیاء ضروریہ برائے فہم کتاب اللہ تعالیٰ

۱۔ لغتہ عربی۔

۲۔ بقدر ضرورت صرف و نحو عربی کا حاصل کرنا۔

۳۔ ان محاورات و معانی کا اعتبار کیا جاوے۔ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مستعمل تھے۔

۴۔ پہلی تینوں چیزوں میں استعداد پیدا کرنے کے بعد قرآن شریف پڑھنے کے وقت سابقہ خیالات و اعتقادات سے خالی الذہن ہو کر بیٹھے اور نص کتاب اللہ سے جو کچھ بلا تکلف سمجھ میں آئے اس کو لے

۵۔ اگر نمبر ۴ میں اس کا فہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم سے متصادم ہو۔ تو اپنی رائے چھوڑ دے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لے۔ کیونکہ بموجب اعلان شاہی وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى آپ کا فہم اللہ تعالیٰ کے منشاء کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

۶۔ اگر بالفرض قرآن شریف کے کسی حصہ کا مطلب سمجھ میں نہ آئے۔ تو سب سے

پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ (یعنی حدیث شریف) سے جا کر پوچھے

اسی قاعدہ کی بنا پر یہی قرآن مجید تھا جس نے اپنے ماننے والوں سے تمام خصائل رذیلہ نکالدئے اور تمام اوصاف حمیدہ کا ملجا، و ماوٰی بنا دیا آج وہی قرآن مجید ہے جسکے حاملین صورۃ مذکور الصدر سے عموماً (الا ماشاء اللہ) الٹے نظر آتے ہیں بالخصوص عامۃ الناس سے زائد بلحاظ اپنی اوسط تعداد کے علماء سوء جو آجکل بکثرت مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں، میں اخلاق ردّیہ زیادہ پائے جاتے ہیں حالانکہ ان علماء سوء کو بھی عالم ہونے اور قرآن دانی کا دعوےٰ ہے مندرجہ ذیل فہرست میں تقابل اوصاف متبعین قرآن بزمانہ ماضی وحال ملاحظہ ہو۔

اوصاف اسلاف مسلمانان بعد از آموختن قرآن مجید	اوصاف علماء سوء زمانہ حال
۱۔ محبت الٰہی	محبت مال
۲۔ رحمت علی المسلمین	غضب علی المسلمین
۳۔ اتفاق فیما بینہم	نفاق فیما بینہم
۴۔ ایثار	شحّ (بخل)
۵۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر	کتمان علم الٰہی
۶۔ اصلاح باطن	تصنع ظاہری (مثلاً مقطع ڈاڑھی۔ جبہ دستار عصا) پر اکتفا
۷۔ تواضع (کسر نفسی)	انانیت (نعرہ انا و لا غیری)

قرآن مجید کے معانی صحیحہ سمجھنے کے بعد اپنے اوپر انطباق ضروری ہے

میرے بھائیو اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید پڑھنے سے کچھ نتائج بھی مرتب

ہوں۔ اور یہ ضرب المثل ہم پر صادق نہ آئے عِلْمٌ بِلَا عَمَلٍ کَحَمْلٍ عَلٰی جَمَلٍ ترجمہ:۔ علم بلا عمل ایسا ہی ہے۔ جیسا اونٹ پر بوجھ لادا ہوا +

تو اس کیلئے ضروری ہے کہ جسطرح صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے قرآن شریف پڑھا تھا۔ اسی طریقہ پر پڑھیں وہ یہ ہے۔

۱. کہ ہر آیت کو غور و تدبر سے پڑھا جاوے۔

۲. پھر دیکھیے۔ کہ اگر اس میں امر ہے۔ تو اس کا پابند ہے یا نہیں۔ اور اگر نہی ہے تو اس کا تارک ہے یا نہیں۔ ان چیزوں میں اگر پہلے ہی رضا الٰہی کا پابند ہے۔ تو شکر کرے۔ اور نہیں تو توبہ کرے اور گذشتہ را صلوٰت آئندہ را احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھے +

۳. اگر اقوام گذشتہ کا کوئی واقع ہو پھر دیکھے اگر وہ مطیعین کا ہے تو ان میں شمولیت کی سعی کرنے کا عہد کرے۔ اور اگر عاصیوں کا ہے۔ تو دل سے نفرت کرے۔ اور کبھی اس فعل کے کرنے کا وہم بھی دل میں نہ لاوے +

انطباق صحیح کے بعد اقدام عمل

برادران عزیز خیالی گھوڑوں کے دوڑانے سے سطح ازمین کی مسافت کبھی طے نہیں ہوئی۔ اور نہ خیالی پلاؤ سے کبھی پیٹ ہی بھرا ہے۔ اور نہ خیالی بیوی نے کبھی جیتا جاگتا بچہ جن کر گود بھری ہے۔ بعینہٖ یونہی سمجھ لیجئے۔ کہ گذشتہ چند اوراق میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں۔ اسی

کے مطابق اگر فہم معانی کتاب اللہ صحیح بھی ہو جائے۔ لیکن ان دماغی خیالات کو جب تک سطح زمین ظاہری پر کمر ہمت باندھ کر عملی جامہ نہ پہنایا جاوے۔ تب تک کوئی نتیجہ نہیں مترتب ہوگا۔ نہ دنیا میں عزت پا سکو گے نہ آخرت میں چین لینے کے قابل سمجھے جاؤ گے۔

اقدام عمل پر نتائج حسنہ کا ترتب لازمی ہوگا

میرے بھائیو۔ اگر ہم نے سمند عمل کو تیز گام چلایا۔ اور باد مخالف کے سخت ترین جھونکوں کو بھی باد صبا کی من بھاتی لوری خیال کیا۔ اور جوں جوں آلام و مصائب نے گھیرا۔ تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کی شمشیر آبدار سے ودٹکڑے کرتے گئے۔ عزیزو۔ خدا تعالیٰ ایسے بہادروں کا مددگار ہوگا۔ اور ان کا نعرہ تکبیر عرش معلیٰ سے خراج تحسین لائیگا اور ان کا اخلاص حلم صدیقی رعب فاروقی جرات حیدری کا سماں دکھائیگا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

مصباح ترجمہ نور الایضاح

محشیٰ مع حضرت مولینا مولوی محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

انجمن خدام الدین نے ضرورت زمانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسائل فقہیہ کا صحیح مجموعہ شائع کرنیکا ارادہ کیا اور اس کے لئے نور الایضاح سے بڑھکر جامع اور صحیح کتاب نہ تھی مگر کتاب میں کہیں کہیں بعض دور کے مسائل بھی تھے جو نو آموز طلبہ کیلئے چنداں ضروری نہ تھے اسلئے انجمن نے نہ صرف کتاب کا بامحاورہ اردو ترجمہ کرایا بلکہ ایسے غیر ضروری مسائل کو حذف کردیا ہاں بعض جگہ مزید تشریح و حواشی سے اضافہ ہوا۔ کتاب بچوں اور کالج کے طلبہ کیلئے بہت مفید ہے۔

قیمت ۱۲ر ساڑھے تین آنے کے ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے۔ المعلن دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن حکیم کی نئی تفسیر

حضرت مولینا مولوی حاجی احمد علی صاحب مدظلہ العالی قرآن حکیم کی خدمت بصورت درس و تدریس ایک عرصہ سے جس تندہی اور جانفشانی سے کر رہے ہیں وہ پنجاب کیا بلکہ تمام ہندوستان کی مسلم آبادی سے پوشیدہ و مخفی نہیں چنانچہ شہر لاہور دروازہ شیرانوالہ مسجد لائن سبحان خان میں صبح کے وقت اگر تجارت اور ملازمت پیشہ اشخاص تعلیم قرآن سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں تو شام کے وقت وہیں سکولوں اور کالجوں کے طلبہ مستفید ہو رہے ہیں ؞

مزید براں سال میں تین ماہ کے لئے نہ صرف کلام الٰہی بلکہ سید الاتقیا رئیس الصوفیا استاد المحدثین قدوۃ المفسرین الشاہ ولی اللہ الدہلوی نور اللہ مرقدہٗ کی حجۃ اللہ البالغہ کے فلسفۂ شریعت پر عبور تام حاصل کرنے کے لئے متقدد عربی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام حضرت مولینا مولوی احمد علی صاحب کے سامنے زانوئے ادب تہ کرتے ہیں ؞

تحریری طور پر مولینا نے جو دین الٰہی کی خدمت کی وہ ظاہر و باہر ہے چنانچہ انجمن خدام الدین کی طرف سے اسوقت تک ایک لاکھ ستاون ہزار کی تعداد میں سولہ اصلاحی رسالجات شائع ہو چکے ہیں جو مفت تقسیم ہو رہے ہیں یہ سب کچھ مولینا ہی کے وجود مسعود کی برکت سے ہو رہا ہے کچھ عرصہ ہوا چند احباب نے مولینا سے عرض کیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ سے لیکر قیامت تک پیدا ہونیوالے انسانوں کیلئے رسول ہیں اور قرآن حکیم کے بعد خاتمہ دنیا تک کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی لہذا جس طرح ہم نے قرآن حکیم کا مطلب آپ سے سمجھا اسی طرح دور دراز کے شہروں کے مسلمان بھی قرآن حکیم کا آج اور آئندہ وہی مطلب سمجھیں جو حضور سراپا نور کے وقت سمجھا گیا۔ اور پھر اپنی ضروریات پر قرآن حکیم سے ہی تبصرہ کرائیں تاکہ اسوۂ حسنہ نبوی سے ہٹنے نہ پائیں

اور کتاب اللہ کی دامن گیری سے جی چرائیں آپ قرآن حکیم کی تفسیر لکھنا شروع کریں چنانچہ الحمد للہ کہ حضرت مولینا نے اس طرف توجہ مبذول فرمائی اور بطور نمونہ سورہ فلق یعنی فتح حق سورہ عصر جس میں عروج اقوام کے اسباب سورہ قریش جس میں فرائض علمائے کرام و صوفیائے عظام سورہ کوثر جس میں اصول ہزیمت اعدا اسلام سورہ معوذتین جنمیں مصائب میں جائے پناہ کے مضامین درج ہیں بوضاحت بیان فرمائے ہیں ٭

تفسیر مندرجہ ذیل اصولوں پر لکھی گئی ہے

اوّل اردو ترجمہ قرآن حکیم **دوم** احادیث متعلقہ آیات کا اردو ترجمہ معہ حوالہ کتاب **سوم** ربط آیات اردو میں واضح کیا گیا ہے **چہارم** عربی تفاسیر متداول کے حوالجات متعلقہ مضمون سورۃ **پنجم**۔ حالات حاضرہ پر انطباق (کہ قرآن حکیم کی اس سورۃ اور اس رکوع کی فلاں آیت سے ہمارے لئے کونسی ہدایت نکلتی ہے)، **ششم** قرآن حکیم چونکہ انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا راہنما ہے۔ اس لئے اپنے موقعہ پر **تہذیب اخلاق تدبیر منزل سیاست مدن** اور **خلافت کبریٰ** کے احکام بمعہ قواعد و ضوابط بفضل ایزدی مشرح و مفصل ہیں، **ہفتم** حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول مدونہ کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے علاوہ ان معنوی خوبیوں کے **لکھائی چھپائی**۔ **کاغذ**۔ نہایت دیدہ زیب جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے جمیع مسلمانان ہند سے واثق امید ہے کہ حضرت مولینا کی اس سعی جمیل سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے ٭

ہدیہ علاوہ محصولڈاک سورہ فلق ۴؍ سورہ عصر ۲؍ سورہ قریش ۲؍ سورہ کوثر ۲؍ معوذتین ۲؍
مجموعہ ۱ ۱ ۱۲؍ ۱ ۵؍ ۱ ۳؍ ۱ ۲؍ ۱ ۲؍

الملتمس

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

بک ایجنسی

شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین

ناظرین! کی اطلاع کیلئے تحریر کیا جاتا ہے کہ شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین ایک عرصہ سے مسلمانوں میں اصلاح رسوم و احیاء دین کا کام سرانجام دے رہا ہے چنانچہ شعبہ نے ایک لاکھ ستاون ہزار رسالے شائع کر کے مفت تقسیم کئے ہیں اسکے علاوہ مسلمانوں میں اسلامی اور دینی ذوق پیدا کرنے کیلئے تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا ہے چونکہ اخراجات اب بہت زیادہ ہو گئے ہیں اسلئے شعبہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک بک ایجنسی کھولی جائے جس میں مذہب اسلام تاریخ اسلام اور تمدن اسلام کے متعلق کتابیں فراہم کیجائیں اس بک ایجنسی کے قیام کی غرض و غایت تاجرانہ نہیں ہے بلکہ اشاعت اسلام کیلئے سرمایہ فراہم کرنا ہے۔ اسلئے تمام ناظرین سے درخواست کی جاتی ہے کہ اسلام کے متعلق انہیں جس کتاب کی ضرورت ہو وہ ہم سے اسی قیمت پر طلب کر سکتے ہیں جن پر وہ مصنفین کے ہاں سے مل سکتی ہیں اس بک ایجنسی سے کتابیں خریدنا ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے اسلئے کہ اس سے اشاعت کے کام میں تقویت ہوگی امید ہے کہ ناظرین آیندہ سے مندرجہ بالا قسم کی کتب انجمن کی معرفت خرید کر ثواب دارین حاصل کرینگے فی الحال مندرجہ ذیل کتب دفتر انجمن میں موجود ہیں

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک پر یہ کتاب نہایت مستند اور صحیح روایات سے قاضی حاجی **محمد سلیمان** صاحب منصور پوری سابق مجسٹریٹ درجہ اول ریاست پٹیالہ نے مدون و مرتب کی ہے علماء سیر و تاریخ کا اتفاق ہے۔ کہ اس سے بہتر کوئی کتاب سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر آج تک کسی زبان میں تالیف نہیں ہوئی۔ جو لوگ اپنے نبی صلعم کے فدائی اور اسلام کے شیدائی ہیں وہ اس کتاب کو پڑھیں دلیں سرور آنکھوں میں نور ایمان میں تازگی عقیدہ میں پختگی محبت الٰہی میں استحکام اور اطاعت نبوی میں کمال اہتمام حاصل ہو جاویگا فرمائش کے ہمراہ نصف۔

قیمت :- حصہ اول ۲ روپیہ اٹھ آنہ (۲/۸) علاوہ محصول

قیمت :- حصہ دوم ۳ روپیہ (عہ) علاوہ محصول

مصنف کی دیگر مطبوعات

۱۔ سفرنامہ حجاز قیمت عہ	۵۔ مہر نبوت قیمت ۱۰ر
۲۔ الجمال و الکمال " ۸ر	۶۔ کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا ۴ر
۳۔ غایت المرام " ۱۰ر	۷۔ استقامت ۳ر
۴۔ تلمیذ الاسلام حصہ دوم (غایت المرام) ۱۰ر	۸۔ برہان ۳ر

المشتہر ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور